مقالات برکاتیہ
مع
چہل حدیث

۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء

مرتبین

طلبۂ دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری ویسٹ، ممبئی۔۱۰۲

نام کتاب.................................مقالات برکاتیہ مع چہل حدیث

مرتبین............................طلبۂ دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ

اشاعت...۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء

تصحیح مقالات...................حضرت مولانا الحاج مفتی منظور احمد یار علوی

صدر شعبہ افتاء دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ

گلشن نگر، جوگیشوری ممبئی

کمپوزنگ...........................محمد ارشاد احمد مصباحی

دارالعلوم مخدومیہ جوگیشوری 9833844851

ناشر

بزم فیضان اعلیٰ حضرت

دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری ویسٹ، ممبئی۔۱۰۲

فون نمبر:۔ 26780695 / 26799407

......: شرف انتساب :......

غوث الاغواث قطب الاقطاب فرد الافراد حضور سیدنا شیخ

عبد القادر محی الدین

جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ

آیۃ من آیات اللہ معجزۃ من معجزات رسول اللہ ﷺ حضور سیدنا

امام احمد رضا خان

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

شیخ المشائخ قدوۃ السالکین شعیب الاولیاء حضور سیدنا الشاہ

محمد یار علی

علیہ الرحمۃ والرضوان

استاذ الاساتذہ رئیس الفقہا حضور فقیہ ملت حضرت علامہ الحاج حافظ وقاری مفتی

جلال الدین احمد امجدی

علیہ الرحمۃ والرضوان

کے نام

جن کی کاوشوں سے روحانیت کی بہاریں ہیں

دار العلوم اہلسنت برکاتیہ ماضی اور حال کے آئینے میں

خلیفۂ حضور فقیہ ملت حضرت علامہ قاری عبد الجبار خان قادری
مہتمم و پرنسپل دار العلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دار العلوم اہل سنت برکاتیہ جماعت اہلسنت کا ایک مؤقر منفرد دینی ادارہ ہے۔اس ادارہ کو ۲۵ر دسمبر ۱۹۷۵ء میں ہمدرد قوم وملت محمد علی ولد اسد اللہ بیگ نے اپنی مملوکہ جگہ ۲۰×۱۰ مدرسہ ومسجد کے لئے وقف کر کے قائم کیا جس میں پنجوقتہ نماز اور مکتب کی تعلیم کا آغاز ہوا۔علاقے کے سنی عوام نے دامے درمے قدمے ہر طرح کا تعاون کر کے ادارہ کو فروغ دیا۔۲۲ر اگست ۱۹۸۷ء کو باضابطہ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کرایا گیا۔۱۹۹۲ء کے آغاز میں حفظ وقرأت اور درس نظامی کا باضابطہ آغاز ہوا، اور ۱۹۹۶ء میں افتاء کا قیام بھی عمل میں آیا۔فی الحال یہ ادارہ ۵ر ہزار اسکوائر فٹ کے رقبہ میں سہ منزلہ عالی شان عمارت پر قائم ہے۔اس ادارہ میں تقریباً ۲۰۰ر بیرونی طلبہ زیر تعلیم ہیں۔جن کے قیام وطعام، علاج ومعالجہ کا انتظام ادارہ ہی کرتا ہے۔اس ادارہ میں حفظ وقرأت ودرس نظامی کی اعلیٰ تعلیم کے علاوہ عصری تعلیم کا بھی نظم ہے۔مقامی طلبہ وطالبات کی تعلیم وتربیت کے لئے مکتب کا بھی قیام ہے اور سترہ ۱۷ر علماء وفضلاء پر مشتمل اساتذہ کی جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور اشاعت علوم دینیہ میں مشغول ہے۔

الحمد للہ ریاست یوپی، بہار، بنگال، آسام، راجستھان، گجرات، نیپال، ایم پی اور صوبۂ مہاراشٹر کے طلبہ علوم دینیہ کی تشنگی بجھانے کے لئے اس ادارے کا رخ کرتے ہیں۔ ۵ر سال سے اس ادارہ نے طلبۂ ادارہ کے مابین مسابقتی پروگرام کا آغاز کیا جس میں طلبہ نے بڑی محنت ولگن سے شرکت کی اور انعامات کے مستحق بنے۔طلبہ کی دلچسپی اور رغبت کو

دیکھتے ہوئے طلبہ کی تنظیم ''بزم فیضان اعلیٰ حضرت''، جو خالص دینی و مذہبی تنظیم ہے، نے منصوبہ بنایا کہ مضمون نگاری کے عنوان پر وہ مقالات جو سال گذشتہ مسابقتی اور مقابلہ جاتی پروگرام میں شامل رہے، ان کو کتابی شکل میں عوام کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ دوسرے طلبہ کو مقالہ نویسی اور مضمون نگاری میں رغبت اور دلچسپی پیدا ہو۔ اور سال رواں ۱۰؍مارچ ۲۰۱۴ء کو ملک کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف اتر پردیش کی مقدس وادی نور میں بارہ اہم موضوعات پر منعقد ہونے والے مسابقۂ حفظ حدیث میں ادارہ کے ایک باذوق سلیم الطبع طالب علم محمد نسیم یارعلوی نے جن چالیس احادیث کو مع ترجمہ وتشریح حفظ کر کے حصہ لیا وہ چالیس حدیثیں مع ترجمہ وتشریح شامل مقالات ہیں۔

یوں تو ادارہ نے چار عنوان یعنی قرأت، نعت ومنقبت، تقریر اور مضمون نویسی میں مسابقتی پروگرام منعقد کیا اور جج حضرات کے فیصلے کے مطابق الحمدللہ طلبہ سب میں کامیاب رہے۔ اس سنہرے موقع پر بزم فیضان اعلیٰ حضرت کی جانب سے جشن غوث الوریٰ وامام احمد رضا کے نام سے ایک عظیم الشان جشن بھی منعقد کیا گیا جس میں تمام کامیاب طلبہ کو مجوزہ انعام اور اس کے علاوہ شریک طلبہ کو ترغیبی انعام سے بھی نوازا گیا۔ ایسے حسین موقع پر عوام کا ایک عظیم اژدہام ہوا جس نے اپنی آنکھوں سے کامیاب اور انعام یافتگان طلبہ کو دیکھ کر مسرت حاصل کی اور ادارے کی خدمات کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ادارے کو اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور اساتذۂ ادارہ اور اراکین وممبران ادارہ کو اخلاص کے ساتھ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور تمام طلبۂ ادارہ کو دین کا مبلغ بننے کی توفیق مرحمت فرمائے اور عوام اہلسنت کو اس ادارہ کی جانب مائل فرما کر ہرطرح کے تعاون کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اساتذۂ کرام دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ

گلشن نگر جوگیشوری ویسٹ ممبئی ۱۰۲

(۱) حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالجبار خان صاحب صدرالمدرسین ادارہ ہٰذا

(۲) حضرت علامہ مفتی منظور احمد یارعلوی صدر شعبۂ افتاء ادارہ ہٰذا

(۳) حضرت علامہ قاری ماشاءاللہ صاحب نظامی

(۴) حضرت علامہ محمد کلیم اللہ صاحب قادری

(۵) حضرت علامہ مفتی رئیس القادری صاحب

(۶) حضرت علامہ حکیم عبدالقیوم صاحب قادری

(۷) حضرت علامہ محمد عثمان صاحب ہاشمی

(۸) حضرت علامہ محمد عرفان خان صاحب

(۹) حضرت علامہ خواجہ شکیل احمد صاحب چشتی

(۱۰) حضرت قاری عبدالقدوس صاحب قادری

(۱۱) حضرت قاری سید توحید عالم صاحب رضوی

(۱۲) حضرت قاری خواجہ برکت اللہ صاحب رضوی حشمتی

(۱۳) حضرت علامہ عبدالمبین صاحب قادری

(۱۴) حضرت حافظ وقاری علی احمد صاحب نظامی

(۱۵) حضرت حافظ وقاری محمد رمضان صاحب نظامی

(۱۶) حضرت علامہ افضال احمد صاحب نظامی

(۱۷) حضرت حافظ وقاری عبدالسلام صاحب نظامی

اراکین دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ
گلشن نگر جوگیشوری ویسٹ ممبئی ۱۰۲

نمبر شمار	اسمائے گرامی	عہدہ
۱	حاجی محمد عثمان حاجی محمد قاسم ناگوری کلاوالے	صدر
۲	محمد صدیق محمد عثمان کاپڑیا	نائب صدر
۳	انعام اللہ خان	سکریٹری
۴	حاجی محمد وکیل خان	نائب سکریٹری
۵	محمد اعظم شیخ	جنرل خزانچی
۶	محمد صالحین	نائب خزانچی
۷	حاجی امیر اللہ چودھری	ممبر
۸	جمیل احمد خان	ممبر
۹	حاجی محمود احمد	ممبر
۱۰	محمد سلیم خان فرنیچر والے	ممبر
۱۱	محمد سعید فرنیچر والے	ممبر
۱۲	حاجی محمد عظیم خان	ممبر
۱۳	محمد قاسم کلاوالے	ممبر
۱۴	حاجی محمد سردار ناگوری	ممبر
۱۵	حاجی محمد صدیق ناگوری	ممبر
۱۶	ماسٹر افتخار احمد قریشی	ممبر

مسابقتی پروگرام کے فیصل وجج

(۱) ماہر درسیات استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی

محمد شعبان علی نعیمی صاحب قبلہ

مالونی ممبئی

(۲) ماہر علوم وفنون شہزادہ حضور فقیہ ملت حضرت علامہ الحاج

انوار احمد قادری صاحب قبلہ

مالک کتب خانہ امجدیہ دہلی

وسربراہ اعلیٰ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج بستی یوپی

(۳) صاحب فکروفن عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی

غلام معین الدین چشتی صاحب قبلہ

شیخ الحدیث جامعہ فاطمہ زہرا گھاٹ کوپر ممبئی

جملہ مسابقوں میں شریک طلبہ کے نام

قرأت قرآن کریم

(۱)ابو القاسم (۲)محمد ارشاد (۳)عبدالکریم (۴)معین الحق (۵) محمد اکمل حسین
(۶)عبدالاول (۷)حفیظ الدین (۸)محمد نعمان (۹) عبد المتین (۱۰)یونس رضا
(۱۱)محمد جاوید (۱۲)حبیب الرحمٰن

تقریر بزبان انگلش

نمبر شمار	اسمائے طلبہ	عنوان
۱	تحسین رضا	اعجاز قرآن
۲	محمد عالیان	اسلام اور امن عالم
۳	سید اشفاق حسین	اسلام اور امن عالم
۴	عبدالرحمٰن	اسلام اور امن عالم
۵	امیر حسین	شخصیت اعلیٰ حضرت
۶	اختر رضا	اعجاز قرآن
۷	مناظر حسین	اعجاز قرآن

نعت و منقبت

(۱)محمد اظہار رضا (۲)محمد امین الدین (۳)اکبر رضا (۴)غیاث الدین
(۵)حبیب الرضا (۶)شعیب الدین (۷)اشرف رضا (۸)محمد صادق
(۹)محمد شاداب (۱۰)محمد آصف (۱۱)محفوظ احمد (۱۲)محمد آزاد

تقریر بزبان اردو

نمبر شمار	اسمائے طلبہ	عنوان
۱	محمد حسین رضوی	بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲	یوسف رضا	شان اولیاء کرام
۳	اقبال احمد	شان اولیاء کرام
۴	محمد نسیم یار علوی	علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۵	مبارک حسین	بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۶	ہاشم رضا	نماز برائیوں سے روکتی ہے
۷	ساجد رضا	اطاعت والدین
۸	افضل رضا برکاتی	اطاعت والدین
۹	انعام اللہ	اطاعت والدین
۱۰	جان محمد	نماز برائیوں سے روکتی ہے
۱۱	عبدالخالق	نماز برائیوں سے روکتی ہے
۱۲	شریف الحق	اسلام میں عورتوں کا مقام

مقالہ نویسی

نمبر شمار	اسمائے طلبہ	عنوان
۱	محمد امتیاز احمد	غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور احیاء دین
۲	ارمان رضا	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اسلامی فتوحات
۳	نور عالم	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عشق رسول ﷺ
۴	ضمیر الدین	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عشق رسول ﷺ
۵	شاہ احمد	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عشق رسول ﷺ
۶	معین الحق	نماز کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں
۷	امیر حسین	حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ اور ان کا تقویٰ
۸	عبد الجلیل	نماز کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

اول دوم سوم انعام یافتگان طلبہ کے نام

قرأت قرآن کریم

(۱) محمد اکمل	(۲) عبد الکریم	(۳) معین الحق

نعت ومنقبت

(۱) اکبر رضا	(۲) محمد آزاد	(۳) اشرف رضا

مقالہ نویسی

(۱) عبد الجلیل	(۲) امیر حسین	(۳) امتیاز احمد

تقریر بزبان اردو

(۱) محمد نسیم یار علوی	(۲) محمد ہاشم سبحانی	(۳) انعام اللہ سبحانی

تقریر بزبان انگلش

(۱) سید اشفاق حسین	(۲) تحسین رضا	(۳) عبد الرحمن

خطبۂ استقبالیہ

نازش فکروفن حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب قادری

استاذ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی من کان نبیاوادم بین الماء والطین وعلی اله وصحبه اجمعین. اما بعد فاعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون. صدق اللّٰہ العظیم

اسٹیج پررونق افروز علماء کرام ومشائخ عظام وعوام اہل سنت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آیئے سب سے پہلے آقائے نامدار مدنی تاجدار کی بارگاہ بیکس پناہ میں محبت کے ساتھ درودشریف پڑھیں:

اللھم صل علی سیدناو مولانا محمدوبارک وسلم صلاة وسلاما علیک یا رسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم .

دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ کے سالانہ جشن دستار بندی کے مبارک موقع پر میں آپ تمامی حاضرین کا استقبال کرتا ہوں ۔دارالعلوم برکاتیہ اوراساتذۂ دارالعلوم برکاتیہ وذمہ داران دارالعلوم برکاتیہ کی جانب سے آپ کوخوش آمدید کہتا ہوں۔

زمین کا اجالا ہے برکاتیہ — فلک کا ستارہ ہے برکاتیہ
دل وجان سے پیارا ہے برکاتیہ — نگاہوں کا تارہ ہے برکاتیہ
تیری رفعتوں عظمتوں کے تصدق — تو ارفع واعلیٰ ہے برکاتیہ

دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ آج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔جس کے سائے میں

کاروان علم وفکر مسلسل رواں دواں ہے۔ برکاتیہ ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جو ہر آن برگ وبار لا رہا ہے۔پھل پھول آرہے ہیں۔شاخیں اس کی آسمان علم وفضل میں پھیلی ہوئی ہیں اور جڑیں تقویٰ وطہارت کی گہرائیوں میں پیوست ہیں۔ برکاتیہ خیروبرکت کا ایک ایسا شیریں آبشار ہے جو مسلسل ابل رہا ہے۔ پیاسے ہر طرف سے ٹوٹے پڑتے ہیں۔آسام کی گھاٹی ہو یا کرناٹک کی ناہموارزمین، نیپال کی پہاڑیاں ہوں یا دلی اور یوپی کا میدانی علاقہ بنگال کی کھاڑی ہو یا بہار کا ترائی علاقہ، ہر چہار جانب سے آنے والے تشنہ لبوں کو برکاتیہ سیراب کررہا ہے۔اس کی نوازشوں،عنایتوں کا حلقہ دن بدن وسیع ہوتا جارہا ہے۔ایسا کیوں نہ ہو؟ جبکہ برکاتیہ کی پشت پناہی پہاڑوں سے بھی زیادہ بلند وبالا علمی وروحانی ہستیاں کررہی ہیں۔

حضور شہید راہ مدینہ جن کی نوازشیں اس ادارے پر بے پناہ رہی ہیں۔آپ اپنی حیات طیبہ میں مسلسل حاضر ہوتے رہے اور فیضان مخدومی سے فیضیاب کرتے رہے اور اب آپ کے خلیفہ وجانشین حضور معین ملت حضور شہید راہ مدینہ کی سنت کو زندہ کئے ہوئے ہیں۔معین ملت کی دینی ملی سماجی سیاسی خدمات کا آج ایک زمانہ معترف ہے۔حضور معین ملت کی شکل میں خوش عقیدہ مسلمانوں کوایک ایسا پلیٹ فارم ملا ہے جہاں سے ملت کے تحفظ اورصلاح وفلاح کی آواز بلند کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے سایۂ کرم کوہم پرتادیر قائم ودائم رکھے۔

علم وحکمت کے درخشندہ آفتاب جن کی ضیاء باری سے آج ایک عالم منور ہورہا ہے۔سرزمین براؤں شریف سے ساون کی گھٹا بن کرفیض شعیب الاولیاء کی پھوار برصغیر کے کونے کونے میں برسانے والے شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ مفتی الحاج غلام عبدالقادر علوی کی مسلسل دارالعلوم برکاتیہ کے سالانہ جلسے میں تشریف آوری دارالعلوم برکاتیہ اوراہل برکاتیہ سے محبت کی کھلی دلیل ہے۔سرزمین ناگورشریف سے تشریف لانے

والے حضرت علامہ مفتی ولی محمد صاحب قبلہ رضوی اور حضرت علامہ اللہ بخش صاحب قبلہ اشرفی حضرت علامہ سعید احمد صاحب قبلہ کی سالانہ جشن دستار بندی کے مبارک موقع پر مسلسل حاضری برکاتیہ اور اہل برکاتیہ سے محبت کی کھلی دلیل ہے۔ پروردگار ہمارے ان بزرگوں اور کرم فرماؤں کے سایۂ کرم کو ہم سبھی پر تادیر قائم ودائم رکھے۔

حضرات فارغین برکاتیہ ابر باراں کی طرح چھاتے چلے جارہے ہیں اور ساون بھادوں کی طرح برستے جارہے ہیں۔ ابنائے برکاتیہ ملت اسلامیہ کی زلف برہم کو سنوارنے میں اپنا حقیقی اور کلیدی کردار ادا کررہے ہیں۔ رزم وبزم میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں۔ رحمتوں کی گھٹا ان پر ٹوٹ کر برس رہی ہے اور یہ اس میں نہا رہے ہیں اور نہال ہورہے ہیں۔ **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔**

ابھی ایک ماہ قبل اہلسنت کی دینی دانش گاہ دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ میں بین المدارس مقابلہ جاتی پروگرام ہوا جس میں الحمدللہ برکاتیہ کے ایک ہونہار طالب علم نے مضمون نویسی میں دوسرا مقام حاصل کیا۔ ایک ہفتہ قبل دارالعلوم فیضان مفتی اعظم پھول گلی میں مقابلہ جاتی پروگرام ہوا۔ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ کے ایک طالب علم نے تقریر میں اول انعام اور ایک طالب علم نے مضمون نویسی میں مفتی اعظم ایوارڈ حاصل کرکے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور علماء ومشائخ سے داد وتحسین اور میڈل حاصل کیا۔ پروردگار برکاتیہ اور ابنائے برکاتیہ کو چشم بد سے محفوظ رکھے اور روز افزوں ترقی عطا فرمائے آمین۔ ابنائے برکاتیہ کے نذر یہ شعر ہے:

کیا پوچھتے ہو طلبۂ برکاتیہ کے احوال — شاہین سی اڑان ہے شیر سی دھاڑ

حضرات ہماصفت اساتذہ کی ایک منظّم ٹیم حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالجبار خان صاحب قبلہ کی سرپرستی میں امت کے نونہالوں کو سجانے سنوارنے میں ہمہ وقت مصروف عمل ہے۔ دارالعلوم برکاتیہ نے امت کے جن نونہالوں کو زیور علم سے آراستہ وپیراستہ کر

دیا ہے، آج ان کو آپ کے روبرو علماء ومشائخ کے ہاتھوں دستار وسند عطا کی جائے گی۔ آج دارالعلوم برکاتیہ سے ۶/علماء، ۲۲/قراء اور ۱۰/حفاظ فارغ ہورہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ فارغین کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں دین کا سچا داعی اور پیروکار بنائے۔ آمین۔

ناخدائے برکاتیہ حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالجبار خان صاحب قبلہ کا علم وعمل، حسن اخلاق واخلاص اور دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ کے ہماصفت اساتذہ کی مساعی جمیلہ اور ادارے کے منتظمین کا حسن انتظام اور عوام اہل سنت کا پرخلوص تعاون ادارے کی روز افزوں ترقی میں آب حیات کا کام کررہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ادارے کو آسیب روزگار سے محفوظ فرمائے اور مزید ترقی عطا فرمائے۔ منتظمین اور عوام اہل سنت کی پرخلوص خدمتوں کو قبول فرما کر انہیں دارین میں کامیاب فرمائے اور ناخدائے برکاتیہ کے بازوؤں میں مزید قوت عطا فرمائے تاکہ یہ گلشن خوب سے خوب تر ہوتا جائے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات۔**

ناخدائے برکاتیہ کے نذر ہے یہ شعر:

علم وعمل جود وسخا حسن سخن — دیکھ کر کہتے ہیں سبھی اہل سنن

ناخدائے برکاتیہ حضرت عبدالجبار ہیں۔

میں اپنی گفتگو کو اس شعر کے ساتھ ختم کرتا ہوں

قیامت تک رہے باقی تیری یہ نور افشانی
مبارک باد! اے برکاتیہ! یہ درس قرآنی
تیرے باب کرم سے علم کے چشمے ابلتے ہیں
تیرے ذروں سے ملتی ہے مہ وانجم کو تابانی

دارالعلوم برکاتیہ زندہ باد پائندہ باد — **﴿وما علینا الا البلاغ﴾**

تقریظ جلیل

ماہر علوم وفنون حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب یار علوی
استاذ دار العلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

ناشر دین ھدیٰ برکاتیہ

پر بہار و پر ضیا برکاتیہ

بین الاقوامی شہرت کی حامل عظیم ترین تعلیمی وتربیتی مرکزی درسگاہ دار العلوم برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئ عظمیٰ، جو قائد اہل سنت خلیفۂ حضور فقیہ ملت محسن العلماء افضل النظماء عالم ذی وقار حضرت علامہ عبد الجبار خان صاحب قبلہ قادری یار علویؔ کی قیادت ونظامت میں روز افزوں ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔

اس ادارہ نے ماضی میں جہاں قوم وملت کو علماء فضلاء قراء حفاظ اور خطباء کی بے بدل جماعت عطا کی ہے وہیں پر اب اس ادارہ نے مقالہ نویسی کی طرف توجہ کرتے ہوئے اپنا لوہا منوایا ہے۔ سال گذشتہ ۲۰۱۲ء میں اس ادارہ کے طلبہ نے ممبئ عظمیٰ کے مختلف مسابقتی اجلاس میں شریک ہوکر نمایاں انعام واکرام حاصل کیا ہے۔

خود ادارہ ہٰذا میں ایک عظیم الشان تقریری، تحریری مسابقتی پروگرام منعقد ہوا جس میں بحیثیت فیصل (جج) (۱) نمونۂ سلف وخلف استاذ الفقہاء حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی شعبان علی صاحب قبلہ نعیمی حبابی (۲) شہزادۂ فقیہ ملت حضرت علامہ انوار احمد قادری امجدی صاحب قبلہ دہلی (۳) حضرت علامہ الشاہ مفتی غلام معین الدین صاحب چشتی ممبئ تشریف فرما ہوئے اور طلبہ دار العلوم برکاتیہ کا تحقیقی جائزہ لیتے ہوئے خوب خوب سراہا۔

بلکہ آخر الذکر فیصل نے تقریری مسابقتی اجلاس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے عزیزم محمد نسیم ابن عبد العزیز سلمہ متعلم دار العلوم برکاتیہ کو ہر مضمون میں سو سو نمبر دے کر اس ادارہ کی کارکردگی واہمیت پر مہر ثبت فرما دی۔ بعدہ ادارہ کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں مقتدر علماء ومشائخ کے بابرکت ہاتھوں سے انعام واکرام کے ساتھ اعزازی توصیفی سند سے نوازا گیا۔

یہی وجہ ہے آج دار العلوم اہلسنت برکاتیہ عروس البلاد ممبئ میں ہی نہیں بلکہ اطراف و اکناف کے لئے ضرب المثل کی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔ اور عوام وخواص اسے اعزاز کی نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور ہیں۔

قائد اہل سنت کی نگرانی میں وہ مقالہ جات اب تحریری طور پر بشکل کتاب رونما ہو رہے ہیں جو آئندہ جواں سال طلبہ کے لئے حوصلہ مند ثابت ہوں گے۔ مولیٰ تعالیٰ ادارہ ہٰذا کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اساتذۂ، طلبہ وارکان ادارہ کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیه افضل الصلاة و التسلیم.

احوال واقعی

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ قاری ماشاءاللہ صاحب نظامی

استاذ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دین ودنیا کی مجھے برکات دے برکات سے عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حضور سیدی شاہ برکت اللہ اور آل برکات علیہم الرضوان کی روحانی عطاؤں کا مظہر دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ شہر علمستان میں ایک عظیم مقام ومرتبہ کا حامل ادارہ ہے۔ جس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کے تعلیم وتعلم کا سلسلہ بڑی مستعدی کے ساتھ جاری وساری ہے۔ جس کے لئے باصلاحیت اور قابل قدر علماء کرام وحفاظ وقراء عظام کا ایک عمدہ گروہ اپنا علمی فیضان لٹانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔

حوادث زمانہ کی دھوپ اور چھاؤں کا عالمانہ وقار کے ساتھ تدبرانہ مقابلہ کرنا ہرکس و ناکس کا کام نہیں۔ اس امر عظیم کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس ذات والا تبار کا انتخاب فرمایا وہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے شجر عظیم کے اس ثمر باکمال کی ہے جسے مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان، حضور فقیہ ملت کا جیتا جاگتا فیضان، حضور شہید راہ مدینہ کا روحانی ارمان، سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس سے میری مراد کرم فرمائے بیکراں خلیفۂ حضور فقیہ ملت شیخ الجامعہ رئیس المدرسین حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالجبار خان صاحب قادری سے ہے۔ جن کی کدوکاوش سے یہ چھوٹی سی تقریباً ۲۰×۱۰ کی جگہ آج عظیم الشان عمارت اور وسیع وعریض میدان کی شکل میں تبدیل ہی نہیں ہوئی بلکہ حضور والا نے تقریباً دو دہائیوں پر مشتمل عرصے میں نظام تعلیم اور اس کے معیار کو اس قدر بلند فرمایا کہ آج اس ادارے کے فارغ التحصیل طلبہ ہندوستان کے اکثر صوبوں میں خدمت دین کے لئے

کوشاں ہیں۔

حضور والا کی اساتذہ پر کرم نوازی اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کا یہ عالم رہا کہ طلبۂ ادارہ کی تنظیم ''بزم فیضان اعلیٰ حضرت'' نے اساتذہ کی نگرانی میں نعت وقرأت اور اردو انگلش تقاریر نیز مقالہ نویسی کا مسابقہ جاتی پروگرام شروع کر دیا جس میں طلبہ نے بڑی دلچسپی سے حصہ لینا شروع کیا۔ دوسرے سال ان کی لگن کا یہ عالم رہا کہ ان کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے حضور صدر المدرسین صاحب قبلہ نے پروگرام کے اختتام پر اعلان فرمایا کہ مقالہ نویسی کے تمام مضامین (جن کی تعداد جنتوں کی بنسبت آٹھ ۸ رتھی) کتابی شکل میں پیش کیا جائے گا۔

زیر نظر کتاب انھیں مضامین اور چہل حدیث (جو عزیزی القدر مولوی محمد نسیم سلمہ نے مفتی ادارہ حضرت علامہ منظور احمد صاحب قبلہ یار علوی کے تعاون سے مکمل کیا ہے) پر مشتمل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل درجۂ قبول پر فائز فرمائے نیز ادارہ، اراکین، مدرسین ومعاونین کو آسیب روزگار سے محفوظ ومامون فرمائے آمین۔ **بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین.**

تأثر نامہ

عالم باعمل حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد عرفان صاحب قبلہ

استاذ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحمدہ تعالیٰ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ روزافزوں ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔جس کی قیادت حضرت علامہ قاری عبدالجبار خان صاحب قبلہ احسن طریقہ سے فرما رہے ہیں۔موصوف کی نگرانی میں ادارہ نے طلبہ کے لئے مسابقتی پروگرام میں شریک طلبہ کے مقالہ جات کوتحریری شکل دے کرایک نمایاں کام انجام دیاہے، جولائق ستائش ہے۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل موصوف کی محنت ومشقت کوقبول فرما کرادارہ کودن دونی رات چوگنی ترقی عطافرمائے۔آمین **بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم.**

تأثرات

عالم بے نظیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب ہاشمی

استاذ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لاَ يَعْلَمُوْنَ.

رسول دوجہاں ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد العلماء ورثۃ الانبیاء کے مطابق آپ کی امت کے علماء نے مذہب اسلام کی باگ ڈور سنبھالی اور دین متین کی نشر واشاعت میں بے پناہ کوششیں کر کے اہم رول ادا کیا۔اسی لئے حضور ﷺ کو پردہ فرمائے صدیاں گزر گئیں لیکن چمنستان اسلام آج بھی مسکراتا، لہلہاتا اور تروتازہ نظر آرہا ہے۔

اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ ساراسہرہ مدارس اسلامیہ کے سر جاتا ہے جہاں سے مشفق ومہربان اساتذہ نیابت رسول ﷺ کا تاج زریں عطا فرما کے قابل علماء کی جماعت کل بھی عطا کئے اور آج بھی عطا کر رہے ہیں جو دنیا بھر میں پہونچ کر مذہب اسلام کی خدمات بخوبی انجام دے رہے ہیں اور پیغام حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء سے لوگوں کے دلوں کو منور اور ایمان کو مضبوط و مستحکم کر رہے ہیں۔ یہ اپنی ذمہ داری خلوص وللٰہیت سے انجام دے رہے ہیں۔

انھیں مدارس اسلامیہ میں سے مقبول ومعروف مرکزی ادارہ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ جو ہندوستان کے صوبۂ مہاراشٹرا کے شہر عروس البلاد ممبئی میں واقع ہے۔اس عظیم ادارے کے قیام کا مقصد مسلمان بچوں، بچیوں اور ملت کے شہزادوں کو انسانیت کے سانچے میں ڈھالنا امن پسند، خداترس بنانا اور حقوق اللہ وحقوق العباد سے روشناس کرانا ہے۔اس عظیم

ادارہ نے قلیل مدت میں اس طرح علمی کارنامہ انجام دیا کہ اس گلستان علم وادب کے مہکتے پھول ہندو بیرون ہند میں خدمت دین حنیف اور پیغام رسول کریم ﷺ سے لوگوں کے قلوب واذہان کو معطر کر رہے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو؟

جہاں پر دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ نے عوام کو میدان امامت وخطابت اور درس وتدریس کا بہترین شہسوار عطا کیا ہے وہیں پر میدان تصنیف وتالیف کا بہترین قلم کار بھی دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سال گذشتہ دارالعلوم کے مبتدی ومنتہی طلبہ کئی ایک مسابقتی اجلاس میں مقالہ نویس کی حیثیت سے شرکت کی تو نمایاں مقام نے انھیں خوش آمدید کہتے اور مبارک باد دیتے ہوئے گلے سے لگایا اور دارالعلوم مفتی اعظم ممبئی کا مفتی اعظم ایوارڈ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ کے طالب علم کی جھولی میں آیا۔ جو بے حد مسرت وشادمانی اور کامیابی کی بات ہے۔

امیر کارواں خلیفۂ حضور فقیہ ملت محسن العلماء حضرت علامہ قاری عبدالجبار خان قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ) کی ۲۰ رسالہ انتھک جدوجہد اور ان کی فکری کاوش کا نتیجہ ہے کہ یہ عظیم ادارہ اپنے تمام تر منصوبوں کو بروئے کار لا رہا ہے اور اس کی ترقی وعروج میں ناظم اعلیٰ صاحب کی دن ورات انہماک، صبر وتحمل، دوراندیشی، حلم وبردباری شامل کار ہے۔ اسی وجہ سے یہ گلشن علم وفن آج تک شاد وآباد ہے۔ رب کریم عزوجل انہیں صحت وسلامتی کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے اور اس ادارے کو تعلیم وتعلم، تصنیف وتالیف سے تا قیامت آباد رکھے۔ آمین آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات

تحدیث نعمت

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد کلیم اللہ صاحب قادری
شیخ الادب دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

سرزمین عروس البلاد پر دینی وعصری تعلیم وتربیت کا عظیم الشان ادارہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ جماعت اہل سنت کا ایک منفرد معیاری اور مایہ ناز ادارہ ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا اور بے باک ترجمان ہے۔ عرصۂ دراز سے اپنے دینی وملی فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔ بڑی تعداد میں ملک کے مختلف شہروں، قصبوں سے تشنگان علوم نبویہ حصول تعلیم کی خاطر جوق در جوق آکر مشام جاں کو معطر کر رہے ہیں۔ ان نونہالان اسلام کو باصلاحیت اساتذہ کی نگرانی میں اخلاقی اصلاحی تربیتوں سے مزین بھی کیا جاتا ہے۔ مزید ان کی صلاحیتوں کو مستحکم بنانے کے لئے بزم فیضان اعلیٰ حضرت ہر شب جمعہ تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کی جاتی ہے تاکہ باذوق طلبہ تقریری تحریری مسابقتی پروگراموں میں حصہ لے کر نمایاں کامیابیوں سے بہرہ ور ہو کر زمانۂ آئندہ میں اپنے تفکرات وتخیلات کو عوام وخواص کے مابین پیش کر سکیں۔

اساتذہ کی تربیت، طلبہ کی مسابقتی خدمات، مقبولیت اور شہرت کا یہ رخ یقیناً تابناک ہے جسے آپ مثبت اثرات سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ طلبہ اپنے ذوق وشوق کے مطابق میدان مقالہ نگاری میں ابھی تازہ تازہ وارد ہوئے ہیں۔ علم وعمر اور تجربہ ومشاہدہ ہر لحاظ سے بالکل نئے ہیں۔ سرد وگرم حالات کا ذائقہ چکھنے کا انھیں ابھی موقع نہیں ملا ہے۔ پھر بھی مذہبی حلقوں میں طلبہ کے تحقیقی مقالے پر وسعت نظری اور وسعت علمی کی تعریف وستائش ہوئی

اور ہو رہی ہے۔ بایں وجہ مصلح قوم وملت خلیفۂ حضور فقیہ ملت حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالجبار خان صاحب قادری مدظلہ النورانی نے ان نونہالان اسلام کے نوک قلم سے نکلے ہوئے جتنے عناوین پر مقالے موجود تھے، ان تمام مقالات کو رسالے کی شکل دے کر طلبہ کے اندر نشر واشاعت کے جذبے کو ابھار کر صحافت کے میدان میں داخل کرنے کی سعی بلیغ کی ہے۔

آخر میں ایک قابل غور بات کہنا چاہوں گا کہ دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ کے روح رواں خلیفۂ حضور فقیہ ملت حضرت علامہ وعبدالجبار خان صاحب قبلہ، آپ ملت کے قابل فخر فرد ہیں۔ الحمدللہ یہ ادارہ ملت کا قابل فخر ترجمان ہے۔ آپ نے اپنے علم، تجربے، محنت، لگن اور ۲۰ رسالہ مسلسل کاوشوں کے بعد جو کامیابی حاصل کی ہے وہ قابل فخر بھی ہے اور قابل رشک بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر اہل سنت نے آپ کو اپنی دعاؤں اور تحریروں سے نوازا آپ کے حوصلے کو جلا بخشا، عزائم کو سراہا اور قدم قدم پر اپنی عنایتوں سے نوازتے رہے۔ خدا کرے یہ سلسلہ کرم ہمیشہ ہمیش رہے۔ آمین۔ نیز مولیٰ عزوجل بطفیل نور اول ﷺ ادارہ اور اس کے اساتذہ واراکین ومعاونین کو حاسدین اور معاندین کے عناد سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سپاس نامہ

عالم باعمل حضرت مولانا مفتی محمد رئیس صاحب قادری برکاتی

استاذ دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم

سرزمین ممبئی میں دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ ایک مردم خیز بوستان ہے۔ اس بوستان سے ہر سال ایک سے ایک اہل علم وادب پیدا ہوئے ہیں۔ فکر وفن کی ایک ماہر منظّم ٹیم حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالجبار خان قادری صاحب قبلہ کی سرپرستی میں اس بوستان کو خوب سے خوب تر بنانے میں شب وروز مصروف عمل ہے۔ زیر نظر رسالہ اسی خوب سے خوب تر کی جانب ایک پیش رفت ہے۔ دارالعلوم برکاتیہ کے طلبہ کی ایک بزم بنام بزم فیضان اعلیٰ حضرت ہے جسے دارالعلوم کے طلبہ اساتذہ کی نگرانی میں چلاتے ہیں۔ اس بزم میں طلبہ کو تقریر ونعت، قرأت ودعائیں اور مقالہ نویسی، مکالمہ وغیرہ اساتذہ کی نگرانی میں سکھائے جاتے ہیں۔ سال میں ایک بار طلبہ آپس میں مسابقہ جاتی پروگرام رکھتے ہیں۔ اس مقابلہ میں طلبہ مقالہ نویسی، تقریر، نعت، قرأت میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

سال گذشتہ طلبہ نے مقالہ نویسی میں حصہ لیا ان کے مقالہ جات کو ناخدائے برکاتیہ حضرت علامہ حافظ وقاری عبدالجبار خان قادری صاحب قبلہ نے ایک رسالے کی شکل میں چھپوا کر بڑا کام کیا ہے۔ اس سے طلبہ میں مزید ذوق وشوق ان شاءاللہ پیدا ہوگا۔ مولیٰ تعالیٰ اس چمنستان علم وفن کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین

نماز کی اہمیت
قرآن وحدیث کی روشنی میں

محمد معین الحق

متعلم جماعت ثالثہ

دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

تمام عبادتوں کی اہمیت وفضیلت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے، مگر نماز کی اہمیت کا اپنا ایک الگ ہی مقام ہے۔ روزہ، حج وزکوٰۃ کے احکام سرکار دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعۂ جبرئیل علیہ السلام عطا فرمایا مگر جب باری آئی نماز کی تو اسے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ نہیں بلکہ سرکار دوعالم ﷺ کو اپنے روبرو حاضر کر کے عطا فرمایا۔ نماز کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ“ یعنی نماز ایمان والوں کی معراج ہے۔ آقا ﷺ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ”لَاخَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَاصَلوٰۃَ فِیْہِ“ یعنی اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ہر آسمانی دین میں نماز تھی۔

جملہ عبادات میں نماز کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ دیکھئے حج زندگی میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ زکوٰۃ بھی سال میں ایک مرتبہ صاحب نصاب کو ادا کرنا ہے۔ رمضان شریف بھی گیارہ مہینے کے بعد آتا ہے۔ مگر نماز وہ عبادت ہے جو ایک دن میں پانچ مرتبہ ادا کرنا ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو ہر امیر وغریب، پیر ومرید، صغیر وکبیر، مفلس واسیر، عربی وعجمی، گورے کالے، جوان بوڑھے، بیمار وتندرست، شاہ وگدا، مریض و حکیم، مسافر ومقیم، ہر عاقل وبالغ پر فرض ہے۔ جس کی ادائیگی کے وقت ذات پات، اونچ نیچ، امیر غریب، آقا غلام، بادشاہ ورعایا کا امتیاز مٹ جاتا ہے اور سب بیک وقت ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز　　نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

یہی وہ عبادت ہے جس کے متعلق حکم ہے کہ جب بچہ سات برس کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کا ہوجائے تو اسے مار کر پڑھاؤ۔ حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے ”اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَلوٰتُہٗ“ یعنی قیامت کے روز سب سے پہلے بندے کا حساب نماز سے شروع ہوگا۔ جس کا حساب روزِ محشر سب

سے پہلے ہوگا۔ نماز ہی وہ عبادت ہے جو گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اِنَ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ" (پارہ۲۱، رکوع۱) بے شک نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ موسم سرما میں مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے۔ پت جھڑ کا زمانہ تھا۔ ایک درخت کی دوشاخوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا تو ان کے پتے گرنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پکارا تو میں نے عرض کی لبیک یارسول اللہ اور حاضر خدمت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِنَ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لِیُصَلِّیَ الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرْقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ"

(مشکوٰۃ شریف: ص۵۸، رواہ احمد)

کہ مسلمان بندہ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے بدن سے اس طرح گناہ جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے۔

دوسرے مقام پر سید المرسلین رحمۃ للعلمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نمازی جب پڑھتا ہے تو اس کے جسم پر گناہوں کا میل باقی نہیں رہتا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا کہ تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گا، صحابۂ کرام نے عرض کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا تو حضور ﷺ نے فرمایا **"فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا"** (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۵۷۰) یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی برکت سے گناہ مٹا دیتا ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں نہائے تو اس کے جسم پر کچھ میل باقی نہ رہے گا۔ اسی طرح جو

دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔

نماز افضل العبادات ہے۔ نماز شان بندگی ہے۔ نماز وقار زندگی ہے۔ نماز رضاء الٰہی کا باعث ہے۔ نماز مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز ذکر خدا کا نام ہے۔ نماز جنت میں لے جائے گی۔ اور نماز جہنم سے بچائے گی۔ نماز شان شریعت ہے۔ نماز دینی اور دنیاوی برکت کا حسین مجموعہ ہے۔ نماز ستون دین الٰہی ہے۔ نماز توحید ورسالت کی نغمہ سرائی ہے۔ نماز سنت انبیاء ہے۔ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ نماز وقت کا پابند بناتی ہے۔ نماز شیطان رجیم کے لئے مار ہے۔ نماز ادائے محبوب کا انداز ہے۔ نماز ابلیس لعین سے بچنے کے لئے بہترین ہتھیار ہے۔ نماز کا منکر کافر ہے۔ نماز محبت رسول کی مظہر ہے۔ نماز فرض عین ہے۔ نماز رسول کی پسندیدہ عبادت ہے۔

نماز دوطرح پڑھی جاتی ہے: ایک نماز شریعت دوسری نماز محبت۔ نماز شریعت مسجد کے سایے میں ادا ہوتی ہے اور نماز محبت نیزوں کی بوچھار میں ادا ہوتی ہے۔ دشمن کی بے جا یلغار میں ادا ہوتی ہے۔ یاد الٰہی میں کھو کر ادا ہوتی ہے۔ انداز رسول کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہئے دیدار الٰہی کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر نے کہا کیا خوب کہا ہے:

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سایے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سایے میں

اس وقت نمازی خدا کو دیکھتا ہے اور خدا نمازی کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا نماز سے قلبی جھکاؤ اور روحانی توجہ مبذول ہوا کرتی ہے۔

نقشہ نمازی یوں نماز عشق کا کھینچا کرے
میں اسے دیکھا کروں اور وہ مجھے دیکھا کرے

وماعلینا الاالبلاغ

نماز کی اہمیت
قرآن وحدیث کی روشنی میں

محمد عبدالجلیل
متعلم جماعت ثانیہ
دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ
مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

اسلام کے نظام عبادت میں نماز ایک بنیادی رکن ہے جوشاہ وگدا مرد وعورت، بوڑھے اور جوان پر یکساں فرض ہے۔یہی وہ عبادت ہے جوکسی حال میں بھی کسی شخص سے ساقط نہیں ہوتی۔ درحقیقت تخلیق انسان کا مقصد ہی عبادت ہے۔نماز سب سے اعلیٰ عبادت ہے۔اور یہی وہ عبادت ہے جس میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہوجاتا ہے۔نماز تمام فرضوں میں اہم فرض اور تمام عبادتوں میں افضل عبادت ہے۔اس لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام فرائض اور تمام عبادات سے زیادہ نماز کا حکم دیا ہے۔اور متعدد جگھوں پر نئے عنوان کے ساتھ نماز کی فرضیت واہمیت کا ذکر کیا ہے۔جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے:

”وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ“اورنماز قائم کرو(پارہ ۱، رکوع ۵) کنزالایمان۔

اوردوسری جگہ ارشادفرماتا ہے:

”حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ“

نگہبانی کروسب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔(پارہ ۲، رکوع ۱۵، کنزالایمان)

جہاں پر نگہبانی اور پابندی کا شرف حاصل ہوتا ہے وہیں پر نماز میں اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا موقع بھی ملتا ہے۔ پتہ چلا کہ نماز پڑھنے والا اللہ کے قریب ہوجاتا ہے۔ جوایک صاحب ایمان کے لئے معراج ہے۔جگہ جگہ اللہ عزوجل کے ارشادات واحکامات سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

جیسا کہ رب فرماتا ہے: ”وَأمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا“

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود اس پر ثابت رہو۔(پارہ ۱۶، رکوع ۱۷، کنزالایمان)

نماز کی فرضیت واہمیت پر جتنی تاکیدیں آئی ہیں اورنماز چھوڑنے پر جس قدر وعیدیں

وارد ہوئی ہیں اتنی کسی دوسرے فرائض کے بارے میں تاکیدیں اور وعیدیں نازل نہیں ہوئی ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ“

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (۲) اور نماز قائم کرنا (۳) اور زکوٰۃ ادا کرنا (۴) اور حج کرنا (۵) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ ص۱۲)

فقہ کی مشہور کتاب ”منیۃ المصلی“ ص۱۳-۱۴ میں یہ حدیث مذکور ہے:

”اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَهَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّیْنَ“

نماز دین کا ستون ہے۔جس نے نماز قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو برباد کردیا۔

اس حدیث شریف سے نماز کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ نماز کتنی اہم ہے۔

جب کوئی انسان نماز قائم کرتا ہے تو وہ صرف نماز ہی نہیں قائم کرتا بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ اسلام قائم کرتا ہے اور جب وہ اسلام قائم کرتا ہے تو وہ ہر حال میں روزہ، حج اور زکوٰۃ کو بھی استحکام بخشتا ہے۔

یہ ہے نماز کی اہمیت کہ اس کی ادائیگی میں گویا کہ حج وزکوٰۃ اور روزہ ہی کی بقا نہیں بلکہ مکمل اسلام کی بقا واستحکام ہے۔

نور مجسم رحمت عالم ﷺ نماز کی اہمیت اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”الصلوٰۃ معراج المؤمنین“ نماز مؤمنوں کی معراج ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

”قرۃ عینی فی الصلوٰۃ“ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

نماز پڑھنے والا نماز پڑھ کر صرف اپنے آپ کو ہی فائدہ نہیں پہونچاتا بلکہ اس کے نماز پڑھتے ہی حضور ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک بھی پہونچتی ہے۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز صرف آخرت میں ہی کام آنے والی چیز ہے بلکہ نماز مومن کے لئے دنیا وآخرت دونوں جگہ کے لئے کامیابی کا سامان ہے۔جہنم کے عذاب اور دنیا کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے مومن کے پاس نماز سے بہتر کوئی ڈھال نہیں ہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ مصائب وآلام کے وقت نماز میں مشغول ہوجاتے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰی“ (مشکوٰۃ ص۱۱۷، ابوداؤد ص۱۸۷)

جب نبی کریم ﷺ کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تھا تو آپ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی شفاعت کے مستحقین میں سے بنائے اور جنت میں آپ کی صحبت نصیب فرمائے۔اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ کی کثرت سے میری اعانت کرو کیوں کہ انسان سجدہ میں رب کے بہت قریب ہوتا ہے۔

جیسا کہ رب العلمین قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

”وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ“ اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہوجاؤ (کنزالایمان، مکاشفۃ القلوب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

’’میں اور رسول خدا ﷺ مصروف گفتگو ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو مجھے آپ نہیں پہچانتے اور نہ میں آپ کو پہچانتی تھی‘‘

یعنی نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت و ہیبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ظاہر و باطن پر طاری ہو جاتی تھی۔

سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نماز میں دل حاضر نہ ہو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔

یہ واقعہ مشہور ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ایک مرتبہ جہاد میں تھے کہ کسی کافر کا تیر آکر آپ کی مقدس ران میں چبھ گیا۔ لوگوں نے نکالنا چاہا مگر نہ نکال سکے۔ پھر لوگوں نے یہ طے کی کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوں گے تو اس وقت تیر نکال لیا جائے گا۔ چنانچہ جب حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے نماز کی نیت باندھی تو لوگ آئے اور جوں ہی آپ سجدہ میں گئے تو لوگوں نے تیر زور سے کھینچ کر نکال لیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ شاید تم لوگ تیر نکالنے کے لئے جمع ہوئے ہو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے تیر نکال بھی لیا ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ مجھے خبر نہیں ہوئی۔ (مثنوی شریف)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز پنجگانہ کی پابندی کرنے والے کو نو ۹؍ چیزیں ملیں گی:

(۱) خدائے تعالیٰ اسے محبوب بنالے گا۔ (۲) اس کو تندرستی عطا فرمائے گا۔ (۳) فرشتے اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ (۴) اس کے گھر میں برکت ہوگی۔ (۵) اس کے چہرے پر صالحین کا نور ہوگا۔ (۶) اس کا دل نرم ہوگا۔ (۷) وہ پل صراط سے بجلی کی طرح

گزر جائے گا۔ (۸) جہنم سے نجات پائے گا۔ (۹) جنت میں ایسے لوگوں کا پڑوسی ہوگا جن کی شان میں ’’لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ‘‘ کی بشارت آئی ہے۔

حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’قرۃ العیون‘‘ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا ہے:

’’جو شخص کہ ایک فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔ اس کو اس میں جانا ضروری ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور مفتی اعظم ہند

علیہ الرحمۃ والرضوان

اوران کا تقویٰ

محمد امیر حسین چشتی

متعلم جماعت ثانیہ

دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

قرآن کریم نے قیامت تک کے لئے دنیوی اور اخروی صلاح وفلاح کے لئے اطاعت رسول واتباع رسول ﷺ کو ضروری اور لازم قرار دیا ہے۔آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کے بغیر خوش بختی وفیروزمندی اور نجات وکامرانی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ظاہر ہے کہ اطاعت تعمیل احکام واتباع پیروی افعال کا نام ہے۔اس لئے ہر دور میں ایسی نورانی شخصیتوں کا وجود رہا ہے جو اطاعت واتباع کے پیکر رہے۔اور ہر دور میں خواہ کتنا ہی پر آشوب کیوں نہ ہو اپنے اطاعت واتباع سے اس پر آشوب دور میں جواں مردی کے ساتھ اسلام وسنیت کی تبلیغ کرتے رہے۔

اسی نورانی سلسلے کی ایک نورانی شخصیت عظیم المرتبت ہستی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

نائب سید المرسلین سند المحققین تاجدار اہل سنت آفتاب رشد وہدایت واقف اسرار شریعت دانائے رموز طریقت امام الفقہاء مخدوم العلماء قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ، جن کے فتویٰ اور تقویٰ کا چرچہ ہمارے کرنے سے پہلے بہت سارے عرب وعجم اور ہندو پاک کے علماء کر چکے ہیں اور آج بھی پوری دنیا کے لوگ اپنے اپنے انداز میں انکا ذکر جمیل کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک لوگ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے۔

میں بھی تاجدار اہل سنت کی مبارک مسعود زندگی کے چند گوشے معرض تحریر میں لا رہا ہوں جو ان کی محتاط زندگی اور تقویٰ وپرہیز گاری کی روشن دلیل ہیں۔

تاجدار اہل سنت حضور سیدنا مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان صرف مفتی نہیں تھے بلکہ اپنے زمانے کے مسلم شہرۂ آفاق مفتی اعظم تھے۔اس لئے کہ آپ کے تقویٰ وفتویٰ اور تفقہ فی الدین کی عظمت صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ تھی بلکہ عرب وعجم افریقہ وانگلینڈ اور امریکہ وغیرہ بہت سے ممالک میں بھی آپ کی عظمت تسلیم کی جاتی

تھی۔

یہ ہمارے مقالے کے تمہیدی اور ابتدائی کلمات تھے جن کو ہم نے چن کر مشک وعنبر سے تر کرکے آپکے سامنے پیش کیا ہے۔

رہی بات حضور مفتی اعظم کے تقوے کی تو خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے نفوس قدسیہ میں تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی ذات گرامی وہ ذات ہے کہ جن خوش نصیب لوگوں نے سرکار مفتی اعظم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے انہیں برملا اعتراف واقرار کرنا پڑا کہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ اپنی عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، علم وفضل اور اخلاق وکردار میں اپنے معاصرین میں منفرد و بے مثال تھے۔

ان کے تقویٰ کو دیکھ کر عبدالرحیم رائے پوری جیسے متشدد تبلیغی کو بھی کہنا پڑا کہ مفتی اعظم جیسا متقی وپرہیزگار میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آج مفتی اعظم ہم میں نہیں ہیں مگر ان کی یادیں، ان کی باتیں، اور ان کا تقویٰ آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ (بحوالہ مفتی اعظم وسنی آواز (ص ۳۵)

میں حضور مفتی اعظم ہند کی زندگی کا ایک گوشہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جسے سننے کے بعد آپ کو اندازہ ہی نہیں بلکہ یقین ہوجائے گا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تقویٰ اور تفقہ کے پیکر تھے۔

ان کی زندگی کا قابل فخر اور لائق عمل گوشہ یہ ہے:

''ایک سال عرس سلامی جبلپور میں محمود میاں سے حضور مفتی اعظم نے فرمایا کہ تھوڑا سا وقت ایک نعت کے لئے نکال لیں۔ چنانچہ حضرت محمود میاں نے اس وقت ٹائم نکالا جب علماء ومشائخ اسٹیج پر بیٹھے تھے۔ سرکار مفتی اعظم بھی تشریف فرما تھے۔ علماء کی نشست کچھ اوپر اور مقرر کی جگہ کچھ نیچی تھی۔ مقرر ہی کی جگہ پر مائک لگا ہوا تھا۔ حکم کے مطابق حاجی علی محمد نے ٹیپ ریکارڈر اسی جگہ رکھ دیا تھا جو جگہ مقرر کی تھی اور بٹن دبادیا جس سے اس نعت کی آواز

آرہی تھی:

جو یاد مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے

چونکہ ٹیپ ریکارڈر کی جگہ نیچے تھی۔ اس وقت سبھوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم فوراً نیچے اتر آئے۔ حاجی علی محمد کا کہنا ہے کہ میں نے حضور مفتی اعظم کا چہرہ پڑھ لیا فوراً ٹیپ ریکارڈر ہاتھ میں لے کر اوپر اٹھالیا تب حضرت اوپر تشریف لائے''۔ (بحوالہ جہان مفتی اعظم ص ۲۶۱)

مطلب یہ کہ مصطفیٰ ﷺ کی نعت پڑھنے والا نیچے رہے اور مصطفیٰ رضا اوپر، یہ ادب اور محبت کے خلاف ہے۔ جب سرکار مفتی اعظم کے دل میں نعت مصطفیٰ ﷺ کا اتنا احترام ہے تو ذات مصطفیٰ ﷺ کا کتنا احترام ہوگا۔ اس لئے یہ الفاظ زبان پر بے ساختہ آہی جاتے ہیں کہ جو رضائے مصطفیٰ ہوتا ہے وہی مصطفیٰ رضا ہوتا ہے یا اس کو یوں کہئے کہ رضائے مصطفیٰ کا دوسرا نام مصطفیٰ رضا ہے۔

اور آگے چلیں، مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے تقوے کی ایک اور مثال ملاحظہ فرما کر اپنے قلوب کو جلاء بخشیں۔

جب منظر اسلام بریلی شریف میں طلبہ کے لئے مستقل رہائش کا کوئی انتظام نہیں تھا تو طلبہ مزار شریف کے بالائی حصہ میں رہتے تھے۔ ایک دن مولانا سراج احمد پوکھریروی نعت شریف پڑھ رہے تھے اسی اثناء میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ اسی وقت کسی نے حضرت سے کہہ دیا کہ طلبہ مزار شریف کے اوپر گانا گاتے ہیں۔ حضور والا نے کسی سے اپنی قیام گاہ پر فرمایا کہ بچوں سے کہو کہ وہ گانا نہ گایا کریں۔ جب اس شخص نے طلبہ کے سامنے حضرت کا پیغام پہونچایا تو مولانا سراج احمد نے کہا کہ ہم لوگ گانا نہیں بلکہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی نعت شریف پڑھ رہے

تھے۔مولانا سراج احمد کی خبر حضور مفتی اعظم تک پہونچائی گئی۔حضور والا نے سنتے ہی فوراً قلم روک دیا اور فرمایا کہ سراج احمد کو بلاؤ۔میں خود حاضر ہوجاتا لیکن مصروف ہوں۔حکم پاکر مولانا سراج احمد حاضر بارگاہ ہوئے سلام ودست بوسی کی مصافحہ کرنا تھا کہ حضور مفتی اعظم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مجھ سے غلطی ہوگئی میں نے نعت کو گانا کہہ دیا میں توبہ کرتا ہوں اور آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔

یہ کون کہہ رہا ہے اپنے وقت کا تاجدار اور نائب غوث الوریٰ کہہ رہا ہے کہ میں معذرت چاہتا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ مولانا سراج احمد کانپ اٹھے اور حضرت کے قدموں میں سر ڈال دیا۔واہ رے میرے مفتی اعظم! آپ پر ہزاروں رحمتیں ہوں۔واہ رے تقویٰ! جب تک ان کی زبان سے معافی کے الفاظ سن نہیں لئے ہاتھ نہیں چھوڑے۔(بحوالہ جہان مفتی اعظم ص ۲۵۸)۔

قارئین کرام! غور فرمائیں، اس میں حضرت کا کیا قصور تھا؟ خبر دینے والے نے حضرت کو غلط خبر دی۔اس کے باوجود حضرت کا یہ عالم! آپ اسے سرکار مفتی اعظم کے تقویٰ کے علاوہ کیا کہیں گے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جہاں علم وعمل، جودوسخا میں یکتائے روزگار تھے وہیں ان کی ذات زہد وتقویٰ، فقر واستغنا، حلم وبردباری، ضبط وتحمل، صبر ورضا اور حسن اخلاق اتنا حسین مرقع تھی کہ بے اختیار جامع الصفات کے الفاظ ان کے لئے زبان پر جاری ہوجاتے ہیں۔

آپ کے زہد وتقویٰ کا نقشہ کھینچتے ہوئے چشم وچراغ خاندان اشرفیہ محدث اعظم تلمیذ رشید مجدد اعظم حضرت علامہ سید الشاہ محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں یہ فرمایا:

"علم سے بڑھ کر جن کا عمل ہے اور فتویٰ سے بڑھ کر جن کا تقویٰ ہے۔ بے ساختہ

زبان سے مصطفیٰ رضا نکل جاتا ہے اور زبان ہزاروں برکتیں لیتی رہتی ہے"۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد حضور مفتی اعظم ہند پائندہ باد

حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ

اور عشق رسول ﷺ

محمد ضمیر الدین
متعلم جماعت رابعہ
دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ
مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو بہت چاہتے تھے اور ان سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔شروع زمانۂ اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ حتی الامکان اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور سرکار اقدس ﷺ بھی چھپانے کی تلقین فرماتے تھے تا کہ کافروں سے اذیت نہ پہونچے ۔ جب مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ اب اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا اور علی الاعلان کی جائے ۔ پہلے تو حضور ﷺ نے انکار فرمایا لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے قبول فرمایا اور سب لوگوں کو ساتھ لے کر مسجد حرام میں تشریف لے گئے ۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ شروع فرمایا اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا۔حضور کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسی روز اسلام لائے ۔ خطبہ شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے مشرکین مکہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وشرافت مکہ معظّمہ میں مسلم تھی ، اس کے باوجود آپ کو اس قدر مارا کہ پورا چہرا، کان وناک سب لہولہان ہو گئے اور خون سے بھر گئے ۔اور ہر طرح سے آپ کو بہت مارا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلۂ بنو تمیم کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور کسی کو بھی یہ امید نہیں تھی کہ مشرکین کی اس مار کے بعد آپ زندہ بچ سکیں گے۔آپ کے قبیلہ کے لوگ مسجد کعبہ میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابوبکر اس حادثہ میں انتقال کر گئے تو ہم ان کے بدلے میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مارنے میں بہت حصہ لیا تھا۔شام تک آپ بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلا لفظ تھا کہ حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے آپ کی بہت ملامت کی کہ انھیں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور دن بھر بے ہوش رہنے کے بعد بات کی تو سب سے پہلے انہیں کا نام لیا۔

سب سے پہلے ان کا نام کیوں نہ لیں کہ ان کے خون کے ایک ایک قطرے میں سرکار اقدس ﷺ کی محبت موجزن تھی۔ کچھ لوگ بددلی کے سبب اور بعض لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ جب بولنے لگے ہیں تو اب آپ کی جان بچ جائے گی۔ جاتے ہوئے لوگ آپ کی والدۂ محترمہ حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا (کہ بعد میں وہ بھی مسلمان ہوئیں) سے کہہ گئے کہ حضرت ابوبکر کے کھانے پینے کے لئے کسی چیز کا انتظام کردیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے کے لئے بہت کہا مگر عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ میرے آقا ﷺ کا کیا حال ہے؟ پہلے مجھے ان کے بارے میں بتائیں آپ کی والدہ ماجدہ نے کہا بیٹا مجھے کچھ نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر کی بہن ام جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر دریافت کریں کہ حضور کا کیا حال ہے؟ وہ اپنے صاحبزادے کی اس بیتابانہ درخواست کو پوری کرنے کے لئے دوڑی ہوئی ام جمیل کے پاس گئیں اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا حال دریافت کیا، وہ ابھی تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں اس لئے انھوں نے ٹال دیا، کوئی واضح جواب نہیں دیا اور کہا کہ اگر تم کہو تو میں چل کر تمہارے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا ہاں چلو۔ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا ان کے گھر گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے؟ حضرت ام جمیل نے آپ کی والدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو۔ تو ام جمیل نے کہا کہ حضور بخیر وعافیت ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا کہ حضرت ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ فرمایا قسم ہے خدائے ذوالجلال کی کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤنگا جب تک کہ حضور کی زیارت نہیں کرلوں گا۔

آپ کی والدۂ محترمہ تو بہت زیادہ بے قرار تھیں کہ آپ کچھ کھا پی لیں مگر آپ نے قسم

کھائی کہ جب تک حضور کی زیارت نہیں کرلوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا تو آپ کی والدہ نے لوگوں کی آمد و رفت کے بند ہو جانے کا انتظار کیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو دیکھ کر پھر اذیت پہونچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا اور لوگوں کی آمد و رفت بند ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی والدۂ محترمہ لے کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر پہونچیں۔ حضرت ابوبکر صدیق حضور سے لپٹ گئے اور حضور ﷺ بھی اپنے عاشق صادق سے لپٹ کر روئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر سب رونے لگے۔ (تاریخ الخلفاء)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ آقائے دو عالم ﷺ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غایت درجہ محبت تھی اور کیوں نہ ہو؟ شعر

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا   پدر مادر برادر مال و جاں اولاد سے پیارا
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے   اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

تین چیزیں انسان کو سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہیں جان و مال اور اولاد۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تینوں چیزیں رسول اللہ ﷺ کی محبت میں قربان کر کے پوری امت میں سب سے نمایاں مقام حاصل کرلیا ہے۔ اب صبح قیامت تک امت کا کوئی فرد ان کے اس مرتبے تک نہیں پہونچ سکتا۔ آپ نے کئی غلام آزاد کئے۔ اسلام لانے سے پہلے بہت مالدار تھے، اسلام لانے کے بعد تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کردیا۔

ایک بار تمام مال اٹھا کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ صدیق اکبر گھر پر کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت گھر چھوڑ کر آیا ہوں۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس   صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضور سیدنا غوث پاک

رضی اللہ عنہ

اور احیائے دین

محمد امتیاز احمد رضوی

متعلم جماعت سادسہ

دار العلوم اہل سنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جس سیاسی سماجی اور اخلاقی پستی و زبوں حالی میں دعوت وتبلیغ کا آغاز فرمایا تھا اس کا ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس سے ظاہر ہے کہ حکومت کے ایوانوں سے لے کر اہل خرد کے دانش کدوں تک، مدرسوں سے لے کر عوام الناس تک، ہر چہار جانب تعلیمات اسلامی انتہائی غبار آلود ہو چکے تھے اور امت مسلمہ کی افق پر ادبار کی ایک گھٹا چھا چکی تھی۔

چنانچہ ایسے پراگندہ ماحول میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مسند رشد و ہدایت کو شرف جلوس بخشا تو آپ کو حالات سے چومکھی لڑائی کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر اللہ رب العزت نے آپ کو پہاڑ سے بھی زیادہ صبر واستقامت کی لازوال دولت عطا فرمایا تھا اس لئے آپ حالات کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوگئے۔ اور جب اس مقابلہ میں آپ نے اپنے ترکش کا سب سے پہلا اور موثر تیر تقریر وخطابت کو استعمال فرمایا تو اس شان سے کہ سر عام قال سے حال کا مظاہرہ کرتے ہوئے سامعین وحاضرین کو تڑپا دیا۔ اور ہزار ہا ہزار دل محبت خدا و عشق رسول ﷺ سے گھائل ہو کر رہ گئے۔ اور جب آپ نے اپنا دوسرا اسلحہ استعمال فرمایا یعنی دار الافتا اور مسند درس وتدریس کو زینت بخشی تو اس شان سے کہ علم وعمل کی دنیا میں اپنی فتوحات کے جھنڈے لہرا دیئے اور لا تعداد قلوب واذہان کو اسلامی تعلیمات کا گہوارہ بنا دیا۔ اور جب مناظرہ اور تصنیف وتالیف کے میدان میں اپنے فکر وفن کی زبان کھولی تو اس شان سے کہ فرقہائے باطلہ کا ناطقہ بند کر دیا، اور ان کے معتقدات کو اپنے قلم کی ضرب سے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح جب مبلغین اور داعیان حق کی متحرک ٹیم کو اکناف عالم میں پھیلایا تو آپ کا فیضان ساحل دجلہ سے لے کر گنگا اور جمنا کے کنارے تک آپہونچا۔ بلکہ یوں کہنا بجا ہوگا کہ کرۂ ارض کا گوشہ گوشہ آپ کے ظاہری و باطنی فیضان سے روشن ومستنیر ہوگیا۔

غرض آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چالیس سالہ عہد تبلیغ میں مذہب اسلام اور قوم مسلم کی

جو خدمات کی ہیں وہ لاجواب و بے بدل اور نا قابل فراموش ہیں۔ چنانچہ آپ کے مشن اور دعوت وتبلیغ کے اثرات اور ہمہ گیری کے سلسلے میں حضرت شیخ عفیف الدین بغدادی کا یہ اعتراف پڑھئے جو حقیقت پر مبنی ہے۔ فرماتے ہیں:

''۵۱۱ھ سے ۵۲۱ھ تک مسلسل سفر کے بعد میں نے یہ اندازہ کیا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ھدایات کا اثر بسطام، نیشا پور، تبریز، ہمدان، اصفہان، موصل، شیراز، کرمان، القطیف، حلب، قیساریہ، انطاکیہ، دمشق اور اسکندریہ پہونچ گیا''۔

اسی سلسلے میں شیخ القرآن حضرت علامہ فیض احمد اویسی پاکستانی تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے بلاواسطہ و بالواسطہ فیض یافتگان کی کوشش سے نہ صرف دین اسلام میں نئی زندگی نمودار ہوئی بلکہ اس کی روحانی قوت دفاع اس حد تک بیدار اور استوار ہوگئی کہ ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۵۶ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالات کے تقاضوں اور عام توقعات کے برعکس اسلام کا چراغ گل ہونے کی بجائے نہ صرف روشن رہا بلکہ پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ اور یہ معرکہ شاہی لشکر یا دنیاوی طاقت سے سر نہیں ہوا بلکہ اسی سلطان سلطان الاولیاء قطب الوقت خلیفۃ اللہ فی الارض وارث کتاب ونائب رسول ﷺ المتصرف فی الوجود علی التحقیق مظہر اسمائے الٰہی غوث اعظم دستگیر کا تصرف اعجاز تھا کہ دشمنان اسلام نے اسلام قبول کر کے اس کی وہ خدمات انجام دیں کہ شاید و باید ایسی نظیر کہیں مل سکے''۔

یہ ہے حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی دعوت وتبلیغ کا ہمہ گیر اثر جو بذات خود ایک محیر العقول کارنامہ ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آپ نے اس پر فتن دور میں مذہب اسلام کی آبیاری کا بیڑا نہ اٹھایا ہوتا تو اسلام اپنے اصل ڈھانچے کے ساتھ ہم تک نہ پہنچتا۔

آج اسلام کے اس روشن چراغ میں زیادہ تر روغن آپ کی رشد وہدایت کا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اس چراغ کی روشنی میں چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کو محی الدین کے لقب خاص سے ملقب کیا گیا۔ چنانچہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا لقب محی الدین کس طرح پڑا تو آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن میں برہنہ پا جنگل سے شہر بغداد کی طرف آرہا تھا۔ راستہ میں مجھے ایک بیمار لاغر جسم اور خستہ حال شخص ملا اور ''السلام علیکم یا عبدالقادر'' کہہ کر سلام کیا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا تو اس نے کہا کہ میرے نزدیک آؤ، میں جب اس کے پاس پہونچا تو اس نے کہا کہ مجھے پکڑ کر بٹھادو۔ میں نے اس کو بٹھا دیا۔ اس وقت اس کا جسم تر وتازہ ہوگیا، لاغری اور ضعف ختم ہوگیا۔ شکل اچھی اور رنگ بھی صاف ہوگیا، اس وقت مجھے اس سے کچھ جھجھک محسوس ہوئی۔ تب اس نے کہا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں دین اسلام ہوں۔ میں ایسا ہی لاغر ونحیف ہوگیا تھا جیسا کہ آپ نے دیکھا۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے تمہارے سبب سے مجھے زندگی بخش دی۔ انت محی الدین تم دین کو زندہ کرنے والے ہو۔ میں اس کو چھوڑ کر جامع مسجد آ گیا۔ میرے وہاں پہونچتے ہی ایک شخص میرے سامنے آیا جوتیاں اٹھا کر سامنے رکھ دیں اور کہا یا شیخ محی الدین۔ جب میں نے نماز پڑھی تو ہر طرف سے لوگ ہجوم کرنے لگے اور میرے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور کہنے لگے یا شیخ محی الدین۔ اس سے قبل کسی نے مجھے اس نام سے نہیں پکارا تھا۔ پھر ہر طرف اسی لقب سے پکارا جانے لگا۔

یہ تھا حضور غوث پاک کا احیاء دین جسے آپنے ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سب کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بجاہ سیدالمرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

حضرت سیدنا عمر فاروق

رضی اللہ عنہ

اور اسلامی فتوحات

محمد ارمان رضا

متعلم جماعت خامسہ

دار العلوم اہل سنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

دنیا میں عظیم کارنامے انجام دینے والی ہستیاں ہمیشہ غیر معمولی درجے کی شخصیتوں سے آراستہ ہوتی ہیں۔ کار اصلاح تحریکوں کی رہبری تہذیبوں کی تعمیر نو کرنے والوں کی اصل قوت ان کی شخصیت ہوتی ہے جو خاص طرح کے افکار و کردار سے بنتی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت بڑی بے مثال ہے۔

یوں تو تمامی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے اپنے مقام پر افضل واعلیٰ ہیں۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات ہی کچھ اور ہے۔ غلاموں، خادموں، یتیموں، ناداروں اور غریبوں سے آپ بلا تکلف ملتے اور ان کو سلام کرنے میں پہل کرتے۔ ان کے ساتھ کھاتے پیتے اور بازار سے سامان ضرورت خود خرید کر لے آتے۔ گھر کے چھوٹے بڑے کاموں کو خود ہی انجام دیتے۔

اوصاف عمر رضی اللہ عنہ کے تعلق سے دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ رسول گرامی وقار ﷺ کے افکار و کردار و عمل کی دوسری تصویر کا نام عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔ اتباع رسول اللہ ﷺ کے پیکر میں ڈھلی ہوئی ذات کا نام عمر فاروق اعظم ہے۔

یوں تو آپ کی ذات شریفہ میں صد ہا رنگ ونور موجود تھے مگر ان میں بہادری، عدل، جہاں بانی، دور اندیشی، حق گوئی، خشیت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کی بات ہی کچھ اور ہے۔

اس خاکدان گیتی پر بے شمار فاتحین نے اپنی فتح و نصرت کے نقش چھوڑے ہیں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اسلام کو جو تقویت ذات عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی ہے اس کو تاریخ نے اپنے دامن میں گرانقدر موتی کی حیثیت سے محفوظ رکھا ہے۔

اسلامی فتوحات کا زریں عہد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے شروع ہوا۔ آپ نے سیاسی تدبر اور عسکری بصیرت کی روشنی میں عراق، شام، ایران اور مصر کو فتح کر لیا۔

دس برس چھ ماہ چار دن کے عرصہ میں مسلمانوں کو حیرت انگیز فتوحات حاصل ہوئیں۔ عرب کے صحرانشینوں نے ریگزار عرب سے اٹھ کر روم وایران کی جبروتی فرماں روائیوں کے تختے الٹ کر رکھ دیئے۔ آپ کی فتوحات میں جو آب ورنگ نظر آتا ہے وہ وہ اپنی نوعیت میں لاثانی ہے۔ (خلفائے راشدین صفحہ ۲۸۵)

چنانچہ ۱۴ھ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے روم وشام کی طرف توجہ فرمائی اور ۲۲ھ تک آپ نے اس کو مکمل کر دیا۔

تائید غیبی کے عجیب وغریب واقعات روز مرہ ان فتوحات میں بھی رونما ہوتے رہے۔ بعض مقامات پر لڑنا پڑا اور بعض مقامات بغیر لڑائی کے قبضہ میں آ گئے۔

بیت المقدس بغیر لڑائی کے اس طرح قبضہ میں آیا کہ وہاں عیسائیوں اور یہودیوں کے علماء نے کہا عمرو بن عاص بیت المقدس فتح نہیں کر سکتے کیوں کہ فاتح بیت المقدس کا حلیہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے جو عمرو بن عاص پر منطبق نہیں ہوتا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خبر دی اور آپ تشریف لے گئے۔ جس وقت آپ بیت المقدس پہونچے اور آپ کو ان لوگوں نے دیکھا تو فوراً دروازہ کھول دیا اور کہا یہ وہی ہیں جن کے حلیہ کا بیان ہماری کتابوں میں ہے۔

آپ نے بیت المقدس میں بمقام جابیہ ایک دربار لگایا اور تمام سرداران افواج کو بھی اس میں شریک فرمایا اور شعار اسلام کا کماحقہ اعلان فرمایا۔ مصر، اسکندریہ اور

حلب وغیرہ بھی بڑے معرکہ کے ساتھ فتح ہوئے۔ (خلفاء راشدین ص ۱۴۴)

۲۲/۵۱/۳۰ مربع میل وسیع خطۂ ارض پر اسلامی فتوحات کا پرچم جس شان وشوکت کے ساتھ لہرانے لگا اس کی مثال دنیا کی تاریخ حرب وجنگ میں کہیں نہیں ملتی۔ کہا جاتا ہے کہ روم وایران کی عظیم سلطنتیں اس دور میں خانہ جنگی اور اندرونی انتشار کی وجہ سے غیر مستحکم ہو چکی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے بآسانی ان علاقوں میں اپنی فتح وظفر کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

قیصر وکسریٰ کی حکومتوں میں افتراق واختلاف ضرور تھا لیکن ان معمولی و جزوی اختلافات نے ہزاروں سال پرانی حکومتوں کو اس قدر غیر مستحکم نہیں کر دیا تھا کہ وہ عرب کے بے سروساماں بادیہ نشینوں کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ بلکہ دیکھا گیا کہ اسلامی پیش رفت کے زمانہ میں ایران اور شام کے لوگوں نے اپنے ہر نوع کے اختلافات ختم کر کے قومی وملی جذبات کے رشتہ میں منسلک ہو کر ہر محاذ پر مسلمانوں سے کئی گنا فوجی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ قادسیہ، جلولہ، نہاوند، یرموک کے تاریخی معرکوں میں تو ایرانیوں اور رومیوں نے اپنی اجتماعی قوت کے ساتھ سکندری بن کر اسلامی سیلاب کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ اسلام کی روحانی قوت کے مقابلہ میں ہر جگہ ناکام رہے۔

سرولیم میور فتوحات فاروقی کے بارے میں رقم طراز ہے:

''رسول اللہ ﷺ کے بعد عمر عظیم انسان تھے۔ ان کی ثابت قدمی اور ذہانت کا یہ ثمرہ تھا کہ ان دس برسوں میں انہوں نے شام مصر اور فارس کو اسلامی طاقت کے آگے سرنگوں کر دیا تھا۔ اور اس وقت سے لے کر آج تک یہ ممالک اسلام کے تابع ہیں۔

مجاہدین اسلام کی کاوشوں نے محض توسیع سلطنت بھی نہ کی بلکہ غیر عرب اقوام نے بھی اسلام کے نظام رحمت سے متاثر ہوکر اسلام کو اپنے سینوں سے لگایا۔ اس طرح عالمی سطح پر ایک ایسی اسلامی قوت وجود میں آئی جو لسانی، جغرافی، نسلی اور سماجی اختلافات رکھنے والوں پر مشتمل تھی اور کثرت میں وحدت کا جلوہ رکھتی تھی۔ (خلفاء راشدین ص ۲۸۷-۲۸۶)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے اسلام کی قوت وشوکت اور عزت وحرمت میں جس قدر برق رفتاری سے اضافہ ہوا ایک بے مثال کارنامہ ہے۔ ہر ہر قدم پر آپ کامراں رہے۔ اسلام دشمن قوتیں پاش پاش ہوگئیں۔ قیصر وکسریٰ کی عظیم سلطنتوں کے غرور وتکبر کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا اوران کی تہذیب پر دائمی زوال کی مہر ثبت کر کے اسلامی جامے سے آراستہ کیا۔ ان کا مفتوحہ علاقہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کی مسافت پر مشتمل تھا۔

دراصل یہ اسلام کی فتوحات تھیں جو توحید ورسالت اور وحی الٰہی کے عالم گیری نشر و اشاعت اور ربط واستفادہ کا وسیلہ بنیں۔ ملت اسلامیہ کی پوری تاریخ میں عمر فاروق کی شخصیت اظہر من الشّمس ہے۔ نہ صرف ملت اسلامیہ بلکہ تاریخ عالم ایسی شخصیت پیش کرنے سے سے قاصر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح مندی، سرشاری، خودی، خودداری، جلال وشکوہ اور عزم وایثار کی جو قندیلیں روشن کی تھیں ان کی روشنیاں آج بھی مسلمانوں کے دلوں کو گرمائے ہوئے ہیں۔ (عمر بن خطاب صفحہ ۳-۴)

اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام کے جاں نثاروں نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اسلام کے پرچم کو بلند کیا

اور دنیا کے اکثر حصوں پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ یہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کاوشوں کا نتیجہ اوران کے عدل وانصاف کا ثمرہ تھا کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت قائم ہوگئی۔

مسلمانو! آج بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف تمہیں آواز دے رہا ہے۔ اگر تم نے ”وَاِذَاحَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ“ پر عمل کیا تو اس دنیا کی ساری حکومتیں تمہاری پیروی کرتی نظر آئیں گی۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ

اور عشق رسول ﷺ

محمد شاہ احمد

متعلم جماعت رابعہ

دار العلوم اہل سنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

حضرات محترم! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے وہ خوش نصیب حضرات ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا اور ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کی صحبت پائی اور اسی پر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ درحقیقت یہ عشاق کی ایک جماعت تھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے چنا تھا کہ محبوب ﷺ کی اداؤں کو اپنائیں اور اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر کے اپنے بعد والوں تک پہونچائیں۔ شمع رسالت ﷺ کے ان پروانوں کے کچھ مراتب اور واقعات پیش خدمت ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس امت کے سرخیل امام، عشق رسول ﷺ میں سب سے آگے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کمالات نبوت سے زیادہ حاصل کئے۔ قرآن مجید میں آپ کے لئے ''ثانی اثنین'' اور ''لصاحبہ'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کفر صریح شمار ہوتا ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ثانی اثنین'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے ''کان ثانی محمد ﷺ فی اکثر المناصب الدینیۃ'' کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ثانی تھے۔ اکثر عادات ومناصب میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ آپ دعوت الی اللہ میں نبی کریم ﷺ کے ثانی تھے۔ آپ نماز کی امامت میں نبی کریم ﷺ کے ثانی تھے''۔

علامہ سید محمود آلوسی نے اپنی شاہکار تصنیف ''روح المعانی'' میں لکھا ہے کہ غار ثور میں داخل ہونے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَاتَدْخُلْ حَتّٰی اَدْخُلَہٗ فَاِنْ کَانَ فِیْهِ شَیْءٌ نَزَلَ بِیْ قَبْلَکَ'' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ غار میں ہرگز داخل نہ ہون جب تک کہ میں اس میں داخل ہوکر جائزہ نہ لے لوں کہ اگر کوئی موذی چیز ہو تو آپ سے پہلے وہ مجھ پر وارد ہو۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار کی صفائی کر لی تو غار کے اندر کئی سوراخ تھے انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے سوراخ بند کر دیئے۔

ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی ایڑی رکھ دی۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں "وَکَانَ فِی الْغَارِ خَرُقٌ فِیْهِ حَیَّاتٌ وَاَفَاعِیُ فَخَشٰی اَبُوْبَکْرٍ اَن یَّخْرُجَ مِنْهُنَّ شَیْءٌ یُوْذِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَلْقَمَهٗ قَدَمَهٗ فَجَعَلْنَ یَضْرِبْنَهٗ وَیَلْسَعْنَهٗ" اور غار میں ایک سوراخ تھا جس میں سانپ کالے ناگ جیسے موذی جاندار تھے۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خدشہ لاحق ہوا کہ ان میں سے کوئی نبی کریم ﷺ کو ایذا نہ پہونچائے۔ پس آپ نے قدم اس سوراخ پر رکھ دیا۔ موذی جاندار نے آپ رضی اللہ عنہ کو کاٹ لیا۔ جب آپ کے جسم مبارک میں زہر کا اثر ہوا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے "وَجَعَلَتْ دُمُوْعَهٗ تَنْحَدِرُ وَهُوَلَا یَرْفَعُ قَدَمَهٗ حُباً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" ان کے آنسو گرے مگر حضور ﷺ کی محبت کی بنا پر انہوں نے اپنے پاؤں کو نہ ہٹایا۔ دنیاء عشق ومحبت کی یہ بے مثال داستان ہے۔ جب حضور کے رخسار مبارک پر آنسوؤں کے قطرے گرے تو آپ ﷺ نے پوچھا ابوبکر کیا بات ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صورت حال سے آگاہ کیا تو حضور ﷺ نے اپنا مبارک لعاب دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا۔

یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سرکار دوعالم ﷺ سے کمال عشق کی دلیل ہے۔ اور یہ یہیں تک محدود نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "بَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ حَجَرَالْکَعْبَةِ اِذَا اَقْبَلَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِیْ مُعَیْطٍ فَوَجَعَ ثَوْبَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ شَدِیْداً فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَکْرٍ حَتّٰی اَخَذَ بِمَنْکَبِهٖ وَدَفَعَهٗ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجلاً اَنْ یَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ" نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کعبہ کے مقام حجر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عتبہ بن ابی معیط نے آگے بڑھ کر ان کے گلے میں کپڑا ڈال کر زور سے دبایا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اسے کندھوں سے ہٹایا اور فرمایا کہ تم ایسے شخص کو قتل کرنے کے درپے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے"۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو کفار نے نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر صدیق اکبر کو پکڑ لیا اور اس قدر مارا کہ بعض اصحاب نے سمجھا کہ کام تمام ہو گیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رشتہ داران کو اٹھا کر گھر لائے تو پورا جسم زخمی تھا۔ جب کافی دیر کے بعد غشی سے افاقہ ہوا تو آنکھیں کھولتے ہی آپ نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کس حال میں ہیں۔ والدہ نے کہا کہ ہمیں علم نہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے "الصابہ" میں ام الخیر کے ترجمہ میں تحریر فرمایا ہے:

"اِنَّهٗ سَأَلَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ اَنْ اَفَاقَ مِنْ غَشْیَتِهٖ فَقَالَتْ لَهٗ اُمُّهٗ لاَ نَدْرِیْ فَقَالَ سَلِیْ اُمَّ جَمِیْلِ بْنَتِ الْخَطَّابِ فَذَهَبَتْ اِلَیْهَا فَسَئَلَهَا"

بے شک انہوں نے بے ہوشی سے افاقہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سوال کیا تو ان سے ان کی ماں نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ام جمیل بنت خطاب سے پوچھو وہ ان کی طرف گئیں اور جا کر پوچھا۔ عشق ووابستگی کی کتنی اعلیٰ مثال ہے کہ اپنی تکلیف کو یکسر بھول کر جب تک نبی کریم ﷺ کی خیریت معلوم نہیں ہوگئی اس وقت تک چین نہیں آیا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا۔ اس وقت میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے سوچا آج ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے آدھا مال بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ میں نے عرض کیا آدھا۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنا مال لے کر آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَااَبْقَیْتَ لِاَهْلِکَ قَالَ اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لَااُسَابِقُکَ اِلٰی شَیْءٍ اَبَداً" میں تمہارے ساتھ کسی چیز میں مقابلہ نہ کروں گا۔

اس مضمون سے ہمیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ پر اپنی جان ومال سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ

اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد نور عالم

متعلم جماعت خامسہ

دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ

مسجد قرطبہ گلشن نگر جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۲

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں جو جذبۂ محبت وعشق بدرجۂ اتم موجود تھا اس کی بقول صاحب ''معارج النبوۃ'' ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بوڑھوں میں سے آپ رضی اللہ عنہ کو پسند فرمایا اور انہیں اپنے حبیب ومحبوب ﷺ کا عاشق بنادیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ذات محمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے عشق وگرویدگی تھی اور نبی کریم ﷺ سے عشق وگرویدگی کا درجہ بعد میں تھا۔ بالفاظ دگر آپ رضی اللہ عنہ کو محمد مصطفیٰ ﷺ سے محمد ﷺ ہونے کی حیثیت سے جو گرویدگی تھی اس کا درجہ مقدم تھا اور حضور اکرم ﷺ کے نبی کریم ﷺ ہونے کی حیثیت سے جو محبت تھی اس کا درجہ بعد میں تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے محمد ﷺ کو اپنے ایک دوست کی حیثیت سے جانا پہچانا اور اس اعتماد کی بناء پر نبوت پر ایمان لائے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ اول درجہ کے مقتدی تھے۔ حالات وواقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر فضل وکمال میں ثانی رہے۔ تصدیق نبوت میں ثانی، اسلام قبول کرنے میں ثانی، ہجرت میں ثانی، غار ثور میں ثانی، خلافت علیٰ منہاج النبوت میں ثانی، مگر عشق نبی اور اتباع واطاعت رسول ﷺ میں اول ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز فجر سے بہت قبل تشریف لے جاتے اور اپنے آقا ومولا ﷺ کو دیکھتے تو بغل گیر ہو کر عرض کرتے ''اس واسطے کہ سب سے پہلے میں آپ ﷺ کا دیدار کروں''

قرآن حکیم میں ایمان کامل کا معیار یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت جان ومال واولاد غرضیکہ تمام دنیاوی تعلقات پر غالب آجائے۔ اس معیار پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سرمایۂ حیات وفخر ونازش وہ عشق تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کو حبیب اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ تھا۔ جو درد بن کر رگ رگ میں جان کے عوض ہر وقت ساری رہتا تھا۔ یہ عشق ہی درحقیقت وہ سرچشمہ تھا جس سے دوسرے کمالات پیدا ہوئے تھے۔

جب تک رسالت ونبوت کا آفتاب جہاں تاب اس عالم ناسوت میں ضوفگن رہا اس سے ایک دن کے لئے بھی جدا نہیں ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حالت یہ ہوگئی تھی کہ زبان مبارک پر نام مبارک آیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ مذکورہ الفاظ اپنی چشم تر سے گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو راحت انس وجاں ﷺ سے بے پناہ عشق ومحبت تھی۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محبت وعشق رحمۃ للعالمین ﷺ سے تھا اس کے معترف نہ صرف مسلمان بلکہ اغیار بھی تھے۔ محبّ صادق کی نظر میں محبوب ہمیشہ راست قابل اعتماد اور شک وشبہ سے بالاتر ہوتا ہے۔ نور مجسم ﷺ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو واقعہ بیان فرمایا اس وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں حاضر نہ تھے۔ کفار قریش نے سوچا کہ اب وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے عشق ومحبت سے باز رکھنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

چنانچہ کفار قریش حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ کیا اب بھی تم اپنے دوست کے عشق میں مبتلا رہو گے؟ تمہارا دوست اب یہ کہنے لگا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے رات کی تاریکیوں میں بیت المقدس کی سیر کروائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا اگر انہوں نے یہ بات فرمائی ہے تو اس کے سچ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کفار قریش بڑے حیران ہوئے کہ جو چیز ان کے لئے ماورائے تصدیق ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ادنیٰ موجب شک وریب بھی نہیں۔ بولے کیا یہ بات تمہاری عقل تسلیم نہیں کرتی؟ اگر حضور اکرم ﷺ اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس وظن فرمائیں اور یہ کہیں کہ میں نے آسمانوں کو صبح سے شام میں طئے کرلیا تو جب بھی آپ ﷺ کو صادق مانوں گا۔ یہ میرے لئے کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوگی۔

مدینہ منورہ کی فضا بڑی محبت وسکون والی تھی۔ مسلمان اطمینان سے زندگی بسر کررہے

تھے لیکن کفار ومشرکین کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ چنانچہ وقت کے پل کے نیچے سے بہت سا پانی گزر گیا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں روز افزوں آقائے نامدار ﷺ کی محبت وعشق کا الاؤ بھڑکتا جارہا تھا۔ ایک دن اچانک پہلا معرکہ حق وباطل میدان بدر میں برپا ہوا ایک طرف کفار قریش کا اژدہام تھا۔ دوسری طرف اسلام کے دامن سے وابستہ کل تین سو تیرہ نفوس قدسیہ تھے۔ بوڑھے آسمان نے یہ سماں کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ میدان کارزار میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ صاحبزادہ عبدالرحمٰن سے تھا۔ عتبہ کے مقابل اس کے فرزند حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کا ماموں برسر پیکار تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ خون میں نہا گیا۔

اگرچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنگ میں مصروف تھے لیکن دھیان اپنے محبوب آقا ومولا ﷺ کی طرف تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت گزاری سے غافل نہ تھے۔ ایک مرتبہ ردائے مبارک حضور اکرم ﷺ کے شانۂ اقدس سے گرگئی۔ جب دیکھا تو فوراً تڑپ کر آئے اور اٹھا کر شانۂ اقدس پر رکھ دی۔ پھر رجز پڑھتے ہوئے دشمن کی صف میں گھس گئے اور بڑی بہادری وجواں مردی سے مقابلہ کرتے رہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن جب اسلام سے وابستہ ہوگئے تو انہوں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ غزوۂ بدر میں آپ میری تلواروں کی زد میں کئی بار آئے مگر میں نے اعراض کیا اور آپ کو قتل نہ کیا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا ''بیٹا اگر اس وقت تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں تمہیں ضرور قتل کردیتا اور محبت رسول ﷺ کے مقابلہ میں محبت پدری کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔

صحاح ستہ سے بارہ اہم موضوعات پر
اہل حدیث کا تردیدی عظیم الشان ذخیرہ

الاربعین

جمعهن التلميذالرشيد
محمدنسيم بن عبدالعزيز يارعلوىؔ
بتعاون الشيخ العالم الفاضل الشاه المفتى
منظور احمد يارعلوىؔ
الاستاذ لدراسة النظامية
بدارالعلوم اهل سنت بركاتيه
غلشن نغر جوغيشورى (المغرب)، ممبائى۔۱۰۲

حدیث جبریل علیہ السلام

حَدَّثَنَامُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِىُّ عَنْ اَبِىْ ذُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَارِزاً يَوْماً لِّلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَاالْاِيْمَانُ قَالَ اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُوْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وبِرُسُلِهٖ وَتُوْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَاالْاِسْلَامُ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكَ بِهٖ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُوَدِّىَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمْضَانَ قَالَ مَاالْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ مَتٰى السَّاعَةُ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمِ فِى الْبُنْيَانِ فِىْ خَمْسٍ لَايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اَلْاٰيَةُ ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئاً فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ ۔(بخاری شریف جلد۱،ص۱۲)

ترجمہ:۔ ہم سے حدیث بیان کیا مسدد نے فرمایا حدیث بیان کیا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے خبر دیا ہم کو ابوحیان تیمی نے بروایت ابوذرعہ وبروایت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) فرمایا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے اسی درمیان آپ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوااور عرض کیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ اوراس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پراور ایمان لائے بعث پر(یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) اس نے عرض کیا اسلام کیا ہے؟ ارشادفرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرےاوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ کرے، نماز قائم کرے اورزکوٰۃ ادا کرےاوررمضان کے روزے

رکھے۔اس نے عرض کیا احسان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت اس انداز سے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہو تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔اس نے عرض کیا قیامت کب آئے گی؟ ارشاد فرمایا مسؤل عنہا وقوع راز قیامت کے تعلق سے سائل سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اس کی کچھ نشانیوں سے آگاہ کر دیتا ہوں جب باندی اپنے آقا کو جنم دے گی اور جب اونٹوں جانوروں کے چرواہے محلوں میں فخر کریں گے۔ پانچ باتیں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بالذات پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے الخ۔ پھر وہ آنے والا چلا گیا تو ارشاد فرمایا اسے واپس بلاؤ تو لوگوں نے کچھ آثار نہیں پائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ جبریل ہیں، آئے تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے۔

تشریح:۔ علامت قیامت کی خبر دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ مخبر اس چیز کو بھی جانتا ہے جس کی علامتیں بیان کر رہا ہے۔علامتیں بتائے اور اس چیز سے بے خبر ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

اختیارات مصطفیٰ ﷺ

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِاِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَۃُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَۃٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَۃٍ۔(بخاری شریف جلد ا،ص ۵۰۴)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو محمد بن بشار نے حدیث دیا ہم کو ابن ابوعدی نے روایت کرتے ہوئے سعید سے وہ روایت کرتے ہیں قتادہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا اور آپ

زوراء کے مقام پر تھے آپ نے برتن کے اندر اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے اور سب لوگوں نے وضو کر لیا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کتنے تھے جواب دیا کہ تین سو یا تین سو لگ بھگ۔

تشریح:۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کو اپنی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی نکال کر سیراب کر دینا نبی کریم ﷺ کے مختار ہونے کی بین دلیل ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُوْاَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَکَۃً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِیْفاً کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فُضْلَۃً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاؤُا بِاِنَاءٍ فِیْهِ مَاءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطُّهُوْرِ الْمُبَارَکِ وَالْبَرَکَۃُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الْمَاءَ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَقَدْ کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ یُؤْکَلُ .
(بخاری شریف جلد ا،ص ۵۰۵)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو تخویف کا باعث سمجھتے ہو۔ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے پانی کم ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تھوڑا بچا ہوا پانی تلاش کر لاؤ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی موجود تھا حضور ﷺ نے اپنا مقدس ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا برکت والے پانی کے پاس آؤ اور برکت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے پس میں نے قطعی طور پر دیکھا کہ حضور کی مقدس انگلیوں کی گھائیوں سے پانی ابل رہا تھا اور ہم سنتے تھے کھانے کی تسبیح کو اور کھایا جا رہا تھا۔

تشریح:۔ صحابۂ کرام کے تھوڑے سے تلاش کردہ پانی میں سرکار دو عالم ﷺ کا دست

اقدس ڈال دینا اور اس سے پانی کا سوتا جاری ہو جانا اور صحابہ کا سیراب ہو جانا حالت سفر میں یہ سرکار ﷺ کے اختیار والا ہونے کی روشن دلیل ہے۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ قَالَ اَخْبَرَنَا بِشْرُبْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْ ا حِرَاءً بَيْنَهُمَا. (بخاری شریف جلد۱،ص۵۴۶)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو سرکار اقدس ﷺ چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھا دیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے حراء پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

تشریح:۔ کفار مکہ کی طلب پر چاند کو دو حصوں میں بانٹ دینا اختیار مصطفی ﷺ کی روشن دلیل ہے۔

علم غیب مصطفی ﷺ

(۱) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِىْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَىَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّىْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِىْ.

(بخاری شریف جلد۱،ص۱۰۲)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو اسماعیل نے انہوں نے کہا حدیث دیا مجھ کو مالک نے روایت کرتے ہوئے ابوالزناد سے وہ روایت کرتے ہیں اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو

کہ میرا قبلہ یہی ہے باخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

تشریح:۔ پیچھے کھڑے ہوئے مقتدیوں کے رکوع کی حالت اور دل میں پوشیدہ خشوع کی کیفیت کو جان لینا علم غیب کی بین اور واضح دلیل ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا اَحْمَدُبْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُبْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِبْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَعٰى زَيْداً وَجَعْفَرَ وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَالرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرُ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ اِبْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ. (بخاری شریف جلد۲،ص۶۱۱)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار اقدس ﷺ نے حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے جھنڈا لیا ہاتھ میں اور شہید کر دیئے گئے اور پھر جھنڈے کو حضرت جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید کئے گئے۔ آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈے کو اس شخص نے لیا جو خدائے تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید نے جھنڈا لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

تشریح:۔ حالات جنگ کی پل پل کی خبر دینا اور اس کے سارے حالات سے صحابہ کو باخبر کر دینا کہ فلاں نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گئے بلآخر خالد بن ولید نے جھنڈا سنبھالا اور اللہ نے فتح دی۔ یہ علم غیب مصطفی ﷺ کی روشن دلیل ہے۔

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ

مَالِکٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَعِدَ اُحُداً وَابُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ . (بخاری شریف جلد ا،ص ۵۱۹)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کوہ احد پر چڑھے تو وہ ان کے ساتھ ہلا حضور نے ٹھوکر مار کر فرمایا احد ٹھہر جا اس لئے کہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

تشریح:۔ حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما دونوں حضرات کے شہادت کی خبر دینا وقوع شہادت سے قبل علم غیب ہی تو ہے۔

(۴)رَوٰی عِیْسٰی عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ یَقُوْلُ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ ﷺ مَقَاماً فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِیَهُ مَنْ نَسِیَهُ. (بخاری شریف جلد ا،ص ۴۵۳)

ترجمہ:۔ حضرت طارق ابن شہاب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے سنا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے تو ابتداء آفرینش سے لے کر جنتیوں کے اپنی جگہوں میں اور دوزخیوں کے اپنی جگہوں میں داخل ہونے تک کی ہمیں خبر دی اسے جس نے یاد رکھا تو یاد رکھا جو بھول گیا تو بھول گیا۔

تشریح:۔ جملہ اہل جنت ونار کی خبر دینا اور ان کا مقام بتادینا یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

(۵)حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَکْرِبْنُ نَافِعٍ اَخْبَرَنَا غُنْدُرٌ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا هُوَ کَائِنٌ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَمَا مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا قَدْ سَأَلْتُهُ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَسْأَلْهُ مَا

مَا یُخْرِجُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ مِنَ الْمَدِیْنَةِ. (مسلم شریف جلد ۲،ص ۳۹۰)

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اس کی رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی ہے اور ہر چیز کے متعلق میں نے آپ سے سوال کیا البتہ میں نے آپ سے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو کیا چیز مدینہ سے نکالے گی۔

تشریح:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قیامت تک کے چیزوں کی خبر دے دینا علم غیب پر واضح دلیل ہے۔

ختم النبوۃ

(۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سُلَیْمُ بْنُ حَیَّانَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مِیْنَاءَ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَاراً فَاَکْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضَعَ لِبْنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَدْخُلُوْنَهَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضَعُ اللَّبِنَةِ. (بخاری شریف جلد ا،ص ۵۰۱)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو محمد بن سنان نے حدیث دیا ہم کو سلیم بن حیان نے انہوں نے کہا حدیث دیا ہم کو سعید بن میناء نے روایت کرتے ہوئے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس شخص کے مثل ہے جس نے گھر بنایا اسے مکمل کیا اور بہت اچھا بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر میں جاتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی۔

(۲)حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ

الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتاً فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضَعَ لِبْنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ. (بخاری شریف جلد ۱، ص ۵۰۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کے مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا اسے بہت حسین اور خوبصورت بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اسی مکان کے ارد گرد گھومتے ہیں اور اس پر تعجب کرتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(۳) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَاناً فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ فَجَعَلَ النَّاسُ یُطِیْفُوْنَ بِهٖ یَقُوْلُوْنَ مَا رَاَیْنَا بُنْیَاناً اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِلَّا هٰذِهِ اللَّبِنَةَ فَکُنْتُ اَنَا تِلْکَ اللَّبِنَةُ. (مسلم شریف جلد ۲، ص ۲۴۸)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری مثال اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا کیا ہی اچھا بنایا اور خوبصورت مکان بنایا لوگ اس مکان کے گرد گھوم کر کہنے لگے ہم نے اس مکان سے اچھا کوئی مکان نہیں دیکھا مگر اس میں ایک اینٹ نہیں ہے سو میں وہی اینٹ ہوں۔

تشریح:۔ مذکورہ بالا تینوں حدیثیں اسپر برہان قاطع ہیں کہ خاتم النبیین کے معنیٰ خود حضور اقدس ﷺ نے آخری نبی سب میں پچھلا نبی بتایا ہے اور ''موضع لبنہ'' اور ''انا اللبنہ'' یہ الفاظ بھی آخری نبی ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

ترک رفع یدین

(۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمٍ یَعْنِیْ ابْنَ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا مَرَّةً. (ابو داؤد شریف جلد ۱، ص ۱۰۹)

ترجمہ:۔ ہم کو حدیث دیا عثمان بن ابوشیبہ نے ہم کو خبر دی وکیع نے روایت کرتے ہوئے سفیان سے وہ روایت کرتے ہیں عاصم یعنی ابن کلیب سے وہ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن اسود سے وہ حضرت علقمہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں راوی کہتے ہیں پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور ایک مرتبہ کے سوا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے۔

تشریح:۔ مذکورہ حدیث سے ترک رفع یدین ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے ویسے ہی نماز پڑھائی جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو پڑھتا ہوا دیکھا۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ اَخْبَرَنَا شَرِیْکٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ یَدَیْهِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ. (ابو داؤد شریف جلد ۱، ص ۱۰۹)

ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور پھر ایسا نہ کرتے۔

تشریح:۔ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک بار کے علاوہ دوبارہ رفع یدین نہیں کرنا چاہئے ایک ہی نماز میں۔

(۳) حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَاوَکِیْعٌ عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَخِیْہٖ عِیْسٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ. (ابوداؤدشریف جلد۱،ص۱۱۰)

ترجمہ:۔ حدیث بیان کیا حسین بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے کہا کہ خبر دیا ہم کو وکیع نے وکیع نے روایت کیا ابولیلیٰ سے ابولیلیٰ نے روایت کیا اپنے بھائی عیسیٰ سے عیسیٰ نے روایت کیا حکم سے حکم نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے انہوں نے روایت کیا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز کے شروع میں اٹھایا پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو نہ اٹھائے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوگئے۔

تشریح:۔ تکبیر تحریمہ سے لے کر اختتام نماز تک ایک ہی مرتبہ رفع یدین ہونا چاہئے۔

آمین بالسر

(۱)اَخْبَرَنَاعَمْرُوبْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا بَقِیَّۃُ عَنِ الزُّبَیْدِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ الزُّھْرِیُّ عَنْ اَبِیْ سَلْمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِیُٔ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِیْنَہٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰئِکَۃِ غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ. (نسائی شریف جلد۱،ص۱۴۷)

ترجمہ:۔ خبر دیا ہم کو عمر بن عثمان نے حدیث دیا ہم کو بقیہ نے روایت کرتے ہوئے زبیدی سے انہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو زہری نے روایت کرتے ہوئے ابوسلمہ سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ

نے فرمایا جب قاری یعنی امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لئے کہ فرشتے بھی آمین کہتے تو جن کی آمین فرشتوں کے آمین کے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تشریح:۔ فرشتوں کے آمین کی موافقت پر مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے چونکہ فرشتوں کی آمین غیر مسموع ہوتی ہے۔ثابت ہوا کہ آمین آہستہ کہنی چاہئے۔

(۲)قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَۃَ بْنَ وَائِلٍ یُحَدِّثُ عَنْ وَائِلٍ وَقَدْ سَمِعْتُہٗ مِنْ وَائِلٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا قَرَأَ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ فَقَالَ آمِیْنَ خَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ. (ترمذی شریف جلد۱،ص۵۸،وایضاً رواہ ابوداؤد طیالسی،دارقطنی،وحاکم)

ترجمہ:۔ حضرت علقمہ بن وائل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی جب آپ نے ''غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ'' پڑھا تو آپ نے آمین کہی اور اپنی آواز پست رکھی۔

تشریح:۔ حدیث مذکور میں ''خَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ'' آہستہ آمین کہنے کی روشن ترین دلیل ہے۔

(۳) اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ عَنْ مَالِکٍ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْن فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّہٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلَہٗ قَوْلَ الْمَلٰئِکَۃِ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔(نسائی شریف جلد۱،ص۱۴۷)

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام ''غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْن'' کہے تو تم بھی آمین کہو تو جس کی آمین فرشتوں کے آمین کے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے

جائیں گے۔

تشریح:۔ حدیث مذکور میں بھی فرشتوں کی موافقت کلی اسی صورت میں ہے جب آمین آہستہ کہی جائے۔

ترک قرأۃ خلف امام

(۱)حَدَّثَنَا یَحیٰی بُنُ یَحیٰی وَ یَحیٰی بُنُ اَیُّوبَ وَقُتَیبَۃُ بُنُ سَعِیدٍ وَابنُ حُجرٍ قَالَ یَحیٰی بُنُ یَحیٰی اَخبَرَنَا وَقَالَ الاٰخَرُونَ اَخبَرَنَا اِسمٰعِیلُ وَھُوَ ابنُ جَعفَرَ عَن یَزِیدَ بِن حُفَیصَۃَ عَنِ ابنِ قُسَیطٍ عَن عَطَاءِ بنِ یَسَارٍ اَنَّہٗ اَخبَرَہٗ اَنَّہٗ سَأَلَ زَیدَ بنَ ثَابِتٍ عَنِ القِرأَۃِ مَعَ الاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرأَۃَ مَعَ الاِمَامِ فِی شَیءٍ. (مسلم شریف جلد۱،ص۲۱۵)

ترجمہ:۔ عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کے متعلق سوال کیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب دیا امام کے ساتھ کسی چیز میں قرأت نہیں۔

تشریح:۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے جواب کہ امام کے ساتھ کسی چیز میں قرأت نہیں، سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہیں۔

(۲)اَخبَرَنَا الجَارُودُ بنُ مُعَاذٍ التِّرمِذِیُّ حَدَّثَنَا اَبُو خَالِدٍ الاَحمَرُ عَن مُحَمَّدِ بنِ عَجلَانَ عَن زَیدِ بنِ اَسلَمَ عَن اَبِی صَالِحٍ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا جُعِلَ الاِمَامُ لِیُؤتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنصِتُوا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ فَقُولُوا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ. (نسائی شریف جلد۱،ص۱۴۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ کہو۔''

تشریح:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور قرأت نہ کرو۔

(۳) حَدَّثَنَا اِسحٰقُ بنُ مُوسٰی الاَنصَارِیُّ اَخبَرَنَا مَعنٌ اَخبَرَنَا مَالِکٌ عَن اَبِی نُعَیمٍ وَھبِ بنِ کَیسَانَ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبدِاللّٰہِ یَقُولُ مَن صَلّٰی رَکعَۃً لَم یَقرَأ فِیھَا بِاُمِّ القُراٰنِ فَلَم یُصَلِّ اِلَّا اَن یَکُونَ وَرَاءَ الاِمَامِ ھٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ. (ترمذی شریف جلد۱،ص۷۱)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو اسحاق بن موسیٰ انصاری نے خبر دی ہم کو معن نے خبر دی ہم کو مالک نے روایت کرتے ہوئے حضرت ابونعیم وھب بن کیسان سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اس نے نماز ہی نہیں پڑھی سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

تشریح:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے اور سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوئی اور امام کے ساتھ پڑھے تو قرأت نہ کرے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ. (بخاری شریف جلد۱،ص ۷)

ترجمہ :۔ ہم کو حدیث دیا آدم ابن ابوایاس نے انہوں نے کہا کہ حدیث دیا ہم کو شعبہ نے روایت کرتے ہوئے حضرت قتادہ سے وہ روایت کرتے ہیں انس سے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم میں کا کوئی مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھ کو محبوب نہ کرے اپنے باپ اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے۔

تشریح:۔ محبت مصطفیٰ ﷺ تمام محبتوں سے مقدم ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے ☆ اگر ہو اس میں کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

(۲)حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرَ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَتٰی قِیَامُ السَّاعَۃِ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا قَضٰی صَلَاۃً قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ عَنْ قِیَامِ السَّاعَۃِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا کَبِیْرَ صَلٰوۃٍ وَلَاصَوْمٍ اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَمَا رَأَیْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَھُمْ بِھَا. (ترمذی شریف جلد۲، ص۶۴)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سوال کیا قیامت کے بارے میں اللہ کے رسول

ﷺ کھڑے ہوگئے نماز کے لئے نماز پوری کرنے کے بعد پوچھا سائل کہا گیا اس نے عرض کیا میں حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا کیا تیاری کی اس کے لئے اس نے عرض کیا نہ تو میرے پاس نمازوں کی کثرت ہے اور نہ ہی روزوں کی البتہ میں اللہ ورسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے اور تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا میں نے کہ مسلمان خوش ہوئے ہوں اسلام کے بعد اس سے زیادہ کسی اور بات سے۔

تشریح:۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کا ذکر سن کر مسلمان کا حد درجہ خوش ہوجانا محبت رسول ﷺ کا اعلیٰ ترین ثبوت ہے۔

(۳)حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ عَنْ حُمَیْدِبْنِ ھِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَلرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَعْمَلَ کَعَمَلِھِمْ قَالَ اَنْتَ یَا اَبَا ذَرٍّ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَاَعَادَھَا اَبُوْذَرٍّ فَاَعَادَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ (ابوداؤد شریف جلد۲،ص ۶۹۸)

ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ ایک آدمی جو کسی قوم سے محبت کرے مگر اس کے جیسا عمل کی طاقت نہ پائے۔فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے ائے ابوذر تم انہیں کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تو میں اللہ ورسول سے محبت کرتا ہوں سرکار ﷺ نے فرمایا تم انہیں کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو۔تو پھر اس بات کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اعادہ کیا تو سرکار ﷺ نے بھی اعادہ فرمایا۔

تشریح:۔ محبوبان خدا سے محبت دنیا وآخرت میں کام آنے والی چیز ہے اور محبین کا

حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا اگر چہ عمل میں ان کے جیسے نہ ہوں۔

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ مُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَکُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّاسِوَاهُمَا وَاَنْ یُحِبَّ الْمَرْءَ لَایُحِبُّهٗ اِلَّالِلّٰهِ وَاَنْ یَکْرَهَ اَنْ یَعُوْدَفِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُقْذَفَ فِی النَّارِ. (بخاری شریف جلد ا، ص ۷)

ترجمہ:۔ ہم کو حدیث دیا محمد بن مثنیٰ نے انہوں نے کہا کہ حدیث دیا ہم کو عبدالوہاب

ثقفی نے انہوں نے کہا حدیث دیا ہم کو ایوب نے روایت کرتے ہوئے ابوقلابہ سے وہ روایت کرتے ہیں انس سے وہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ سے فرمایا تین چیزیں جس شخص میں موجود ہوں وہ حلاوت ایمان سے روشناس ہوا۔ پہلی بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کے نزدیک محبوب تر ہوں دوسری بات یہ ہے کہ آدمی پسند کرے کسی کو تو اللہ ہی کے لئے اور تیسری بات یہ ہے کہ وہ ناپسند کرے کفر کی طرف لوٹنے کو جیسا کہ وہ ناپسند کرتا ہے آگ میں ڈالے جانے کو۔

تشریح:۔ حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ و رسول ﷺ سے محبت کرے اور کسی سے اللہ ہی کے لئے محبت کرے اور کفر کو ناپسند کرے تو ایسا شخص ایمان کی مٹھاس پالیتا ہے۔

فضائل اولیاء کرام

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا مُخَلَّدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰی بْنُ عَقَبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ. (بخاری شریف جلد ا، ص ۴۵۶)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو محمد بن سلام نے حدیث دیا ہم کو مخلد نے خبر دی مجھ کو ابن جریج نے خبر دی مجھ کو موسیٰ بن عقبہ نے روایت کرتے ہوئے نافع سے انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

تشریح:۔ اللہ کے محبوب بندوں سے محبت کرنا اللہ جل جلالہ اور اس کے فرشتوں اور تمام اہل سماوات و ارض کی سنت ہے جو ان کی فضیلت کے لئے وافی و کافی ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُبْنُ مُخَلَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَرِیْکُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادَلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ

بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا زَالَ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُہٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَائَتَہٗ. (بخاری شریف جلد۲،ص۹۶۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعہ میرا اقرب نہیں پاتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ برابر نفلی عبادات کے ذریعہ میرا اقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔ جو کام کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی اس طرح متردد نہیں ہوتا جیسے بندۂ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہوں اسے موت پسند نہیں اور مجھے اس کی تکلیف پسند نہیں۔

تشریح:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے محبوب بندوں کے فعل کو اپنا فعل ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ ان کی نگاہ کو اپنی نگاہ قرار دینا وغیرہ وغیرہ یہ ان سے محبت اور ان کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

(۳)حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ اَخْبَرَنَا ابْنُ لَھِیْعَۃَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْھَیْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَۃً عِنْدَاللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ الذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَماً لَکَانَ الذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً اَفْضَلَ مِنْہُ دَرَجَۃً. (ترمذی شریف جلد۲،ص۱۷۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا گیا بندوں میں قیامت کے دن کون صاحب درجہ ہوگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے بندے انہوں نے کہا کہ پھر میں نے کہا اور غازی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر غازی اپنی تلوار سے کفار ومشرکین کو قتل کردے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور لہولہان ہو جائے تب بھی اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے ان سے افضل ہونگے۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے اللہ کے محبوبوں کی فضیلت غازیان اسلام پر نمایاں ہے۔

حب اہل بیت وصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

(۱)حَدَّثَنَا نَصْرُبْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْکُوْفِیُّ اَخْبَرَنَا زَیْدُبْنُ الْحَسَنِ عَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّتِهٖ یَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰی نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ یَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ. (ترمذی شریف جلد۲،ص۲۱۹)

ترجمہ:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور ﷺ فرمارہے تھے اے لوگو میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر انھیں پکڑے رکھوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے ان میں سے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے گھر والے ہیں۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ اہل بیت اطہار گمراہی سے بچانے والے ہیں جو گمراہی سے بچائیں وہ محبوب ومحمود ہوتے ہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَکْوَانَ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ. (بخاری شریف جلد۱،ص۵۱۸)

ترجمہ:۔ حدیث بیان کیا ہم سے حضرت اٰدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کیا ہم سے حضرت شعبہ نے روایت کرتے ہوئے اعمش سے انہوں نے کہا سنا میں نے ذکوان سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت ابوسعید خدری سے انہوں نے کہا کہ

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی مت دو اگر تم میں سے کوئی مثل احد سونا خرچ کرے تو نہ اس کا نصف ہوسکتا ہے اور نہ ہی ایک مد کے برابر۔

تشریح:۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک سیر یا اس کا آدھا خرچ کرنا مثل احد سونا خرچ کرنے کے مترادف ہے جو فضیلت صحابہ کی دلیل ہے۔

(۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ اَخْبَرَنَا عُبَیْدَةُ بْنُ اَبِیْ رَائِطَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ. (ترمذی شریف جلد۲،ص۲۲۵)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں نہ رکھو ان سے تنگ دلی میرے بعد تو جس نے ان سے محبت کیا تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کیا اور جس نے ان سے دشمنی کیا تو میری دشمنی کی وجہ سے ان سے دشمنی کیا اور جس نے ان کو تکلیف دیا اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف پہونچائی اور جس نے اللہ کو تکلیف پہونچائی عنقریب اللہ تعالیٰ اسے پکڑے گا۔

تشریح:۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنا انتہائی جرم ہے جو ایذاے خدا ورسول کے مترادف ہے۔

(۴)حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ عَبْدِالْجَبَّارِ الْبَغْدَادِیُّ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ قَادِمٍ اَخْبَرَنَا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرِ الْهَمْدَانِیِّ عَنِ السُّدِّیِّ عَنْ صُبَیْحٍ مَوْلٰی اُمِّ سَلْمَةَ

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ. (ترمذی شریف جلد۲،ص۲۲۶)

ترجمہ:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا تم جس سے لڑو گے میں اس کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں اور جس سے تم صلح کرنے والے ہو میں بھی اسی سے صلح کرنے والا ہوں۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ اہل بیت سے محبت کرنے کی ترغیب رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔

(۵) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرِمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّىْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِىْ. (بخاری شریف جلد۱،ص۵۳۲)

ترجمہ:۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے تو جس نے اس کو ناراض کیا تو اس نے مجھ کو ناراض کیا۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت کی جائے اس لئے کہ سرکار ﷺ نے انہیں اپنا ٹکڑا قرار دیا ہے۔

(۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعِ النَّضْرِ بْنِ حَمَّادٍ اَخْبَرَنَا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِىْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ.

(ترمذی شریف جلد۲،ص۲۲۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہوئے دیکھو تو کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔

تشریح:۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنے والے کو مردود و ملعون کہا گیا ہے۔لہٰذا ان سے اچھا گمان رکھا جائے۔

ایصال ثواب

(۱) حَدَّثَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ الْاَيْلِيّ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ. (مسلم شریف جلد۱،ص۳۶۲)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے وہ روزہ رکھے۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ولی اپنے رکھے ہوئے روزے کا ثواب اپنے فوت شدہ میت کو پہونچا سکتا ہے۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ولی اپنے رکھے ہوئے روزے کا ثواب اپنے فوت شدہ میت کو پہونچا سکتا ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ يَعْنِىْ ابْنَ سَعِيْدٍ وَابْنَ حُجْرٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ

عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ. (مسلم شریف جلد۲،ص۴۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے ان کا اجر اسے برابر ملتا رہتا ہے ایک وہ صدقہ جس کا نفع جاری رہے دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے تیسری وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے ثابت ہوا صدقہ، علم منتفع اور ولد صالح یہ سب ایصال ثواب کے ذرائع ہیں۔

(۳) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اُمِّيْ افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. (بخاری شریف جلد۱،ص۱۸۶)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو سعید ابن ابومریم نے انہوں نے کہا حدیث دیا ہم کو محمد بن جعفر نے انہوں نے کہا خبر دی مجھ کو ہشام بن عروہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے روایت کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بوقت نزع گفتگو کرسکتی تو صدقہ کے لئے کہتی اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا اسے ثواب پہونچے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں۔

تشریح:۔ حدیث مذکورہ سے بذریعہ صدقہ ایصال ثواب کا ثبوت باجازت مصطفیٰ ﷺ فراہم ہوتا ہے۔

طلاق ثلاثہ ایک ہی مجلس میں

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ اِمْرَاتَهٗ ثَلٰثاً فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيَّ ﷺ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ. (بخاری شریف جلد۲،ص۷۹۱)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو محمد بن بشار نے انہوں نے کہا حدیث دیا ہم کو یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے عبیداللہ سے انہوں نے کہا حدیث دیا ہم کو قاسم بن محمد نے روایت کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو پھر اس عورت نے شادی کی دوسرے سے پھر اس نے طلاق دے دیا تو پوچھا گیا نبی کریم ﷺ سے کیا وہ پہلے والے کے لئے حلال ہوگئی تو سرکار ﷺ نے فرمایا نہیں یہاں تک کہ چکھے وہ اس کا شہد جیسا کہ پہلے والے نے چکھا (یعنی وطی کرے)

تشریح:۔ حدیث مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں نافذ ہوتی ہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رُوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا اِبْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اِبْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَاالصَّهْبَاءِ قَالَ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ اَتَعْلَمُ اِنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تَجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِالنَّبِيِّ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَثَلَاثاً مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ. (مسلم شریف جلد۱،ص۴۷۸)

ترجمہ:۔ حدیث دیا ہم کو اسحٰق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو روح بن عبادہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو ابن جریج نے انہوں نے کہا کہ حدیث دی ہم کو ابن رافع نے اور ان کے الفاظ ہیں خبر دی ہم کو عبدالرزاق نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو ابن

جریج نے انہوں نے کہا خبر دی مجھ کو ابن طاؤس نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے کہ ابو صہباء نے ابن عباس سے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ تین طلاقیں سرکار ﷺ کے زمانے میں اور ابوبکر کے زمانے میں ایک ہی ہوتی تھیں اور وہ تین ہوگئیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تو ابن عباس نے فرمایا ہاں۔

تشریح:۔ حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تین طلاقیں تین ہی مانی گئیں جس کا جواب ابن عباس رضی اللہ نے ہاں کی شکل میں عطا فرمایا۔

(۳) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ اَنَّ اَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ هَاتَ مِنْ هَنَاتِكَ اَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَاحِدَةً فَقَالَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ تُتَابِعُ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَاَجَازَهٗ عَلَيْهِمْ. (مسلم شریف جلد ۱، ص ۴۷۸)

ترجمہ:۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو صہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تین طلاقیں نہیں تھیں سرکار ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مگر ایک ہی فرمایا ہاں ایک ہی تھیں لیکن جب دور عمر رضی اللہ عنہ میں لوگ طلاق زیادہ دینے لگے تو آپ نے تین طلاقوں کو تین ہی جائز قرار دیں۔

تشریح:۔ ثابت ہوا کہ دور فاروقی میں تین طلاقیں نافذ العمل تھیں۔

حامل فکر رضا برکاتیہ

مظہر دین خدا برکاتیہ — پر بہار و پرضیا برکاتیہ
علم و فن فکر و نظر کی درسگاہ — ناشر دین ہدیٰ برکاتیہ
جل اٹھے حاسد و اعدا دیکھ کر — تیرا اوج و ارتقا برکاتیہ
غوث اعظم کی عطاؤں کے طفیل — فیض کا دریا بنا برکاتیہ
خواجۂ دین مبیں کا ہے کرم — جود کا چشمہ ہوا برکاتیہ
حضرت شہ برکت اللہ کی عطا — ہے تجھے حاصل سدا برکاتیہ
پاسبان مسلک احمد رضا — حامل فکر رضا برکاتیہ
سر پہ اعدا کے ہیں تیغ برق بار — پر تو کلک رضا برکاتیہ
حضرت صدیق کے انوار سے — مہر کامل ہو گیا برکاتیہ
بن گیا نگہ جلال الدین سے — با کمال و با عطا برکاتیہ
حضرت یار علی کے فیض سے — فخر ہے منظورؔ کا برکاتیہ

از: مفتی منظور احمد یار علویؔ

استاذ دار العلوم اہل سنت برکاتیہ جوگیشوری

برائے ایصال ثواب

مرحوم حاجی محمد قاسم حاجی محمد حسن کلاوالے ناگوری

مرحوم حاجی محمد انور محمد قاسم کلاوالے

سابق صدر دارالعلوم اہل سنت برکاتیہ

مرحومہ جنن کلثوم بی حاجی محمد قاسم ناگوری

منجانب

حاجی محمد حسن حاجی محمد انور کلاوالے ناگوری

حاجی محمد حسین حاجی محمد انور کلاوالے ناگوری

محمد شکیل حاجی محمد انور کلاوالے ناگوری

آپ دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ

کی کس کس طرح مدد کرسکتے ہیں؟

☆ آپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے دارالعلوم میں بھیجیں۔
☆ دارالعلوم کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے مناسب تدبیر کریں۔
☆ فروغ تعلیم کے لئے طلبہ کا وظیفہ مقرر کردیں۔
☆ اخراجات مطبخ میں سے کسی ایک چیز کی ذمہ داری قبول کرلیں۔
☆ غریب ونادار طلبہ کی کفالت اپنے ذمہ لےلیں۔
☆ کتب خانہ کے لئے دینی کتابیں وقف کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔
☆ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے کوئی روم خرید کر وقف کردیں۔
☆ دارالعلوم کے بار کو کم کرنے کے لئے ماہانہ چندہ مقرر کردیں۔
☆ اپنے حلقۂ احباب میں دارالعلوم کا خصوصی تعارف کرائیں۔
☆ اپنے احباب کو ہر قسم کے تعاون کے لئے دارالعلوم کی جانب مائل کریں۔
☆ رمضان المبارک میں زکوٰۃ وفطرہ اور عید قرباں میں چرم قربانی سے دارالعلوم کی اعانت کریں۔

چیک یا ڈرافٹ اس نام سے بنوائیں

مدرسہ اہلسنت والجماعت اکاؤنٹ نمبر: A/c 13414

بامبے مرکنٹائل کو آپریٹیو بینک لیمیٹیڈ

B.M.C Bank (Ltd.) A/c. 13414